متعہ کی حقیقت

تالیف

فضیلۃ الشیخ / عثمان بن محمد الخمیس حفظہ اللہ

ترجمہ

فضل الرحمٰن رحمانی الندوی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

نام کتاب	:	متعہ کی حقیقت
مصنف	:	فضیلۃ الشیخ عثمان بن محمد الخمیس حفظہ اللہ
ترجمہ وتلخیص	:	فضل الرحمٰن رحمانی ندوی مدنی
ناشر	:	عقیدہ لائبریری www.aqeedeh.com
سال طبع	:	2010ء
تعداد	:	20ہزار

فہرست مضامین

❀ کل حقوق محفوظة ---------- 2

❀ سال طبع ---------- 3

❀ فہرست مضامین ---------- 4

❀ متعہ کی حرمت کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے ---------- 12

❀ کتاب اللہ سے متعہ کی حرمت کے دلائل کا بیان ---------- 12

❀ از روئے حدیث متعہ کی حرمت ---------- 15

❀ حُرمت متعہ از روئے اجماع ---------- 16

❀ شیعہ کے دلائل ---------- 16

❀ شیعہ دلائل کا تنقیدی جائزہ ---------- 19

❀ شیعہ حضرات کی دوسری دلیل ---------- 30

❀ احادیث صحیحہ پر شیعہ اعتراضات ---------- 34

❀ شیعہ کتب کا مطالعہ ---------- 36

❀ شیعہ کے علماء رجال ---------- 42

❀ شیعہ کی جرح تعدیل ---------- 43

❀ حرمت متعہ میں روایت علیb ---------- 48

❀ قرآن کا سنت سے نسخ؟ ---------- 57

❀ شیعہ کے نزدیک متعہ کی فضیلت ---------- 60

❀ ہاشمی عورت سے متعہ ---------- 61

❀ مجوسی عورت سے متعہ -- 62

❀ شادی شدہ عورت سے متعہ -- 62

❀ زناکار عورت سے متعہ -- 62

❀ مدت متعہ کی حد بندی -- 66

❀ عدم جماع کی شرط پر متعہ -- 67

❀ متعہ اور نکاح شرعی میں فرق -- 68

❀ شریعت محمدیہ میں ان خرافات کی گنجائش نہیں -- 76

❀ متعہ کے مفاسد! -- 78

❀ نکاح اور متعہ میں بنیادی فرق -- 83

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذباللّٰه من شرورأنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فهو المهتدى ومن يضلله فلن تجد له وليا مرشدا وأشهد أن لاإله الااللّٰه وحده لاشريك له وأشهدأن محمدا عبده ورسوله۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَ اَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ﴾ (آل عمران:١٠٢)

’’(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔اورحالت اسلام ہی تمہیں موت آنی چاہیے۔‘‘

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِيۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيۡكُمۡ رَقِيۡبًا۝﴾

(النساء:١)

’’اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اوراسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اوران دونوں سے بہت سے مرداورعورتیں پھیلادیں۔اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔‘‘

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِيۡدًا۝ يُّصۡلِحۡ لَكُمۡ اَعۡمَالَكُمۡ وَ يَغۡفِرۡلَكُمۡ ذُنُوۡبَكُمۡ وَ مَنۡ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِيۡمًا۝﴾ (الاحزاب:٧٠، ٧١)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔ تا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرما دے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔''

معزز قارئین اللہ تبارک تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۝﴾

(الروم:٢١)

''اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے آرام پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی۔ یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔''

عالم انسانی کی نظر میں خاندان محور کی حیثیت رکھتا ہے یہ ایک ہی آدمی سے شروع ہوا ہے پھر اللہ تعالیٰ تبارک نے اسی شخص سے اس کی بیوی کو پیدا کیا یوں اللہ تعالیٰ نے ایک خاندان کی تشکیل فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا۝﴾ (النساء: ١)

''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ شادی بیاہ ایک خاندان کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور یہی معاشرے کی بنیادی اکائی بھی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا﴾ (الفرقان:٥٤)

''یہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کی تخلیق فرمائی ہے پھر اسے حسب ونسب اور ازدواجی رشتوں والا بنادیا۔''

اس مختصر سی تمہید کے بعد ہمیں بخوبی پتہ چل گیا کہ کتاب وسنت میں اسلام نے خاندانی نظام کے قیام پر کتنا زور دیا ہے اب ہم اپنے موضوع کی طرف لوٹ کر آتے ہیں۔ ہمارا موضوع ہے ''متعہ کی شرعی حیثیت۔''

''متعہ نام ہے اس اتفاق کا جو مرد وعورت کے درمیان اس شرط پر طے پائے کہ مرد اس عورت سے جس سے وہ معاملہ طے کر رہا ہے ایک متعین مال کے بدلے مخصوص مدت کے لئے اپنی جنسی شہوت پوری کرے گا اس کے بعد اسے چھوڑ دے گا اور اس عورت سے اس کا کچھ تعلق نہیں رہے گا۔''

متعہ ایسی بیماری ہے جو سوسائٹی کے اندر ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے اس پر معاشرے کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی (الا یہ کہ اشتراکی نظام رائج ہو جہاں ہر میدان میں عورت مرد کے شانہ بشانہ کھڑی ہو) مگر اسلام کے اندر اس کو بنیاد بنا کر خاندان و برادری کی اساس نہیں رکھی جاسکتی اور نہ ہی اس کے ملبے پر حسب ونسب کی عمارت استوار ہوسکتی ہے اور نہ ہی اس کو کسی گھر کی خشت اول قرار دیا جاسکتا ہے۔

روئے زمین پر کوئی شخص چاہے کتنا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو؟ وہ کبھی بھی یہ چیز گوارا نہیں کرسکتا کہ کوئی شخص اس کی بہن یا ماں سے (غیر شرعی طریقہ پر) تعلق استوار کرے اور ان کا جنسی استحصال کرے (ہمیں تعجب ہے کہ فقہائے وقت اور مجتہدین زمانہ نے امت کی بہن

بیٹیوں کے ساتھ کیونکر اس کو حلال قرار دیدیا ہے؟) اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات کو انسان کی خاطر وجود بخشا ہے (پھر ان لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ صنف نازک کو ہوس پرستوں کے ہاتھوں کھلونا بنا کر بیچ دیں)۔

اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ حلالہ کروانے والے اور حلالہ کی خدمت انجام دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے یہ حرمت کسی اور بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حلالہ صرف مرد اور عورت کے لئے جنسی تسکین پوری کرنے کا ذریعہ ہے اس میں مرد اور عورت غریزۂ شہوانی کی آگ بجھاتے ہیں اس لئے اس کو شرعا حرام قرار دیا گیا ہے شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ عبادات میں متعہ کا مرتبہ افضل واشرف ہے گویا کہ ان کے نزدیک یہ افضل ترین عبادت ہے اور اس کی فضیلت واہمیت کے ثبوت میں شیعہ حضرات دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں جس کا مفصل بیان آ رہا ہے۔

اگر انسان عقل وخرد سے کام لے اور متعہ کے بارے میں غور وفکر کر کے اس کے خدوخال پر نظر دوڑائے تو اس کو پتہ چل جائے گا کہ اس عقیدہ کے اندر کتنے مفاسد روپوش ہیں ہم آئندہ اس کا مفصل بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس بات میں شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عقیدۂ متعہ اہل بیت علیہم السلام کے لئے باعث عزت وشرف اور ائمہ کرام علیہم السلام کے لئے اعزاز واکرام کا ذریعہ ہے ایسے لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اپنے اس اعتقاد کی وجہ سے وہ ائمہ علیہم السلام نیز اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی اہانت کے مرتکب ہیں اور ان کی شان میں گستاخی اور ان پر دروغ گوئی اور تہمت طرازی کی سازش میں مبتلا ہیں۔

کیا کسی مسلمان عورت کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے اوقات کو شریعت محمدیہ کے نام پر مردوں کی گود یا ان کے پہلو گرم کرنے میں گذارتی پھرے۔

نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسلام تو آیا ہی اس لیے ہے کہ وہ لوگوں کو کفر کی تاریکیوں سے

نکال کر اسلام کے نورانی سایہ میں لا کر کھڑا کر دے اور ذلت کی دلدل سے چھٹکارہ دلا کر عزت وشرف کی راہ پر گامزن کر دے اور عقیدۂ متعہ کا منشاء ومقصد یہ ہے کہ صنف نازک کی عزت وحرمت کو پامال کر کے اسے کسی قابل نہ چھوڑا جائے اس کی حیثیت بے وقعتی کی چادر میں ضم ہو کر اپنا دم توڑ دے اور ہر وقت وہ بطور کھلونا نئے نئے ہاتھوں میں جا کر ان کے بستروں کو گرماتی رہے بلکہ وہ ایسی مجبور ولاچار ہو جائے کہ ہر دن اور ہر لمحہ کسی کی گود میں بیٹھ کر اس کے لئے کھیل کود کا سامان مہیا کرے۔

اسی لئے اگر ہم چشم بینا سے دیکھیں تو ہمیں متعہ (فحاشی کے اڈوں اور یورپ کے کلبوں) میں بس اتنا فرق نظر آتا ہے کہ یورپ میں فحاشی کے اڈوں کی قانون حمایت کرتا ہے اور وہاں کا نظام اس کی اجازت فراہم کرتا ہے اور شعیوں کا خیال ہے کہ محمد ﷺ کی شریعت، متعہ جیسے فعل کی پشت پناہی کرتی ہے۔

اس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اس قسم کا نظریہ نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ کی شریعت پر بہتان عظیم ہے اس قسم کی دروغ گوئی وہی شخص کر سکتا ہے جس کو دین محمدی ﷺ سے کوئی لگاؤ نہ ہو بلکہ وہ نام کا مسلمان ہو۔

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ کسی زمانے میں متعہ مباح تھا اس کے بعد اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا جیسا کہ شراب ایک زمانے میں حلال تھی مگر اس کے بعد شریعت نے اسے حرام قرار دیدیا اب شراب نوشی باجماع امت حرام ہے اسی طرح متعہ باجماع امت حرام ہے اس میں دورائے نہیں جو اس کے خلاف ہے وہ اجماع امت کے خلاف ہے۔

لیکن اُن نام نہاد فرقوں میں سے کہ جو اپنی نسبت اسلام کی طرف کرتے ہیں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو متعہ کی حرمت سے انکار کرتا اور اسے حلال قرار دیتا ہے۔

اگر تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ اسلام اور شریعت محمدیہ کی طرف نسبت

کرنے والے تمام کے تمام فرق متعہ کی حرمت کے قائل ہیں یہاں تک کہ شیعی فرقوں میں سے تمام فرق بھی متعہ کی حرمت کے قائل ہیں سوائے اثنا عشریہ کے کہ یہ فرقہ اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کسی صورت میں بھی متعہ کی حرمت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اگرچہ باطل فرقوں یعنی اسماعلیہ، زیدیہ اور خوارج وغیرہ کے اختلاف اہل سنت و الجماعت کے اجماع کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کا اختلاف اجماع امت پر اثر انداز ہوتا ہے پھر بھی یہ بات قابل بیان ہے کہ ان تمام باطل فرقوں میں سے صرف اثنا عشریہ ہی متعہ کے قائل ہیں باقی فرقے اسے حرام قرار دیتے ہیں۔

❋......❋......❋

متعہ کی حرمت
کتاب وسنت اوراجماع سے ثابت ہے

کتاب وسنت اوراجماع سے تو اس کی حرمت کا اثبات ملتا ہی ہے اس کے ساتھ ساتھ عقل سلیم بھی متعہ کی حلت کو ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ انسان اگر سلیم الطبع اور صاحب عقل ہے تو وہ کبھی بھی اس کی حلت کا قائل نہیں ہوسکتا۔

کتاب اللہ سے متعہ کی حرمت کے دلائل کا بیان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَo اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَo فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَo﴾ (المعارج:۲۹تا۳۱)

''اور جولوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔اب جو کوئی اس کے علاوہ اور (راستہ) ڈھونڈھے گا تو ایسے لوگ حد سے گذر جانے والے ہوں گے۔''

مذکورہ آیات سے پتہ یہ چلا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنسی تسکین کے لئے دو جائز طریقوں کوحلال قرار دیا ہے ایک بیوی اور دوسری ''ملک یمین'' یعنی لونڈی لہٰذا اہل ایمان کی امتیازی شان یہ ہے کہ وہ جنسی تکمیل وتسکین کے لئے ناجائز ذریعہ اختیار نہیں کرتے اگرکوئی شخص کوئی دوسری راہ اختیار کرتا ہے تو اس کو باغی یا حدود الٰہیہ کو پامال کرنے والا تصور کیا جائے

گا گویا کہ وہ ہوس پرستی میں حد سے زیادہ تجاوز کر چکا ہے اور اسے اللہ کی حدود تک کا کوئی لحاظ نہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے لوگوں کو باور کرا دیا ہے:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ﴾ (المعارج:۳۱)

''جوکوئی اس کے علاوہ کوئی اورراستہ ڈھونڈھے گاتواس کا شمار حد سے تجاوز کر جانے والوں میں ہوگا۔''

اورارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ﴾ (النساء:۲۴)

''اوران عورتوں کے سوااورعورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کر سکتے ہو، برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی یا شناسائی کرنے کے لئے۔''

اورمتعہ سراسرشہوت رانی اورشناسائی ہے اس میں دورائے نہیں اسی لیے متعہ کرنے والے کومحصن نہیں کہا جاسکتا کیونکہ متعہ شادی کے قائم مقام نہیں ہوسکتا اس لئے کہ یہ نکاح شرعی نہیں ہے لہٰذا اس طرح عورت سے استمتاع اورتلذذ ناجائز ہے اس کا مفصل بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں آرہا ہے۔

اورارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النساء:۲۵)

''اورتم میں سے جس کسی کوآزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت وطاقت نہ ہوتو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو اپنا نکاح کرلے۔''

جو لوگ لونڈیوں سے نکاح کے عدم جواز کے قائل ہیں کیا ان کی نظروں سے یہ آیت مخفی رہ گئی کہ اللہ تعالیٰ صراحتاً اس آیت میں ان لوگوں کی اس جانب توجہ مبذول کرار ہا ہے جو لوگ پاک دامن عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو چاہئے کہ وہ لونڈیوں سے نکاح کرلیں جبکہ لونڈیوں سے نکاح کرنا نکاح متعہ سے کہیں زیادہ مہنگا اور قیمتی ہے۔

تو پتہ یہ چلا کہ اگر نکاح متعہ بہتر ہوتا، اس میں خیر کا پہلو ہوتا یا اس کی حلت باعث خیر ہوتی تو اللہ تعالیٰ لونڈیوں سے نکاح کی ترغیب دینے کے بجائے نکاح متعہ کی ترغیب دیتا لیکن اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کا نکاح کی وسعت نہ ہونے کی صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی طرف توجہ مبذول کرانا اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت کے نزدیک نکاح متعہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لاَ يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖo﴾ (النور:۳۳)

''اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہئے جو اپنا نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار بنادے۔''

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے (ولیستمتع) نہیں کہا (مراد یہ کہ اگر متعہ حلال ہوتا تو اللہ تعالیٰ پاکدامنی کے بجائے متعہ کرنے کا حکم دیتا) حالانکہ (لیستمتع) اور (لیستعفف) دونوں میزان صرفی کے اعتبار سے ایک وزن کے کلمات ہیں لیکن دونوں کے معنی میں زمین آسمان کا فرق ہے (پہلے کلمہ سے مراد استمتاع کرنا یا تلذذ حاصل کرنا ہے) اور دوسرے کلمہ سے مراد (پاک دامنی ہے) اس سے مراد صحبت ومباشرت کے بعد کا استمتاع وتلذذ ہے۔

لیکن اس کے باوجود شارع حکیم کا یہ کہنا کہ (ولیستعفف الذین لایجدون نکاحًا حتیٰ یغنیھم اللہ من فضلہ) اور (لیستعفف) کی جگہ (لیستمتع) کا

صیغہ استعمال نہ کرنا اگرچہ متعہ (نکاح) سے سہل اور آسان ہے اس میں خرچہ بھی بہت کم ہے اس میں متعہ کرنے والے کے لئے مستطیع ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ تھوڑے سے خرچہ میں اسے بروئے کارلایا جاسکتا ہے (جیسا کہ شیعوں کی بعض روایات میں اس کی صراحت ہے کہ نکاح متعہ کے لئے مہر ایک مٹھی جَو ہے (مراد یہ کہ ایک مٹھی جو میں یہ نکاح عمل پذیر ہوسکتا ہے) ❶ اس کے باوجود قرآن کریم کا صیغۂ [لیستعفف] استعمال کرنا متعہ کی حرمت کی دلیل ہے مراد یہ کہ شریعت میں نکاح متعہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرح امام احول سے مروی ہے کہ (انہوں نے حضرت عبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ) نکاح متعہ میں ادنی سے ادنیٰ مہر کیا ہونا چاہئے جس کے ذریعہ نکاح متعہ منعقد ہوجائے (کو امام صاحب نے جواب دیا کہ اس کے لئے مٹھی بھر جو کافی ہیں)۔ ❷

ازروئے حدیث متعہ کی حرمت

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعہ کی ممانعت کا اعلان فرمادیا تھا۔ ❸

حضرت ربیع بن ثبرۃ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر نکاح متعہ کی ممانعت فرمادی تھی۔) [اخرجه مسلم]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: غزوۂ اوطاس کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن کے لئے ہمیں متعہ کی اجازت مرحمت فرمائی بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ممنوع قرار دے دیا۔ [اخرجه مسلم]

حضرت ربیع بن ثبرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی تو کان کھول کرسن لو! اللہ تعالیٰ نے اب اسے

---

❶ رواه الكليني۔ ٥/٤٥٧.
❷ رواه الكليني فى الكافى ۔ج٥۔ص٤٥٧.
❸ اخرجه البخارى ومسلم.

قیامت کے دن تک حرام قرار دیدیا ہے۔[اخرجه مسلم]

نبی کریم ﷺ نے نوجوانوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: نوجوانو! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے اسے شادی کرلینی چاہیئے اور جو شادی کی استطاعت نہیں رکھتا اسے چاہیئے کہ وہ کثرت سے روزے رکھے کیونکہ روزے قوت شہوانی کو قابو میں رکھنے کا مجرب نسخہ ہیں۔

[اخرجه البخاری ومسلم]

جو نوجوان شادی کی استطاعت نہیں رکھتا آپ ﷺ نے نکاح متعہ کا حکم نہیں دیا حالانکہ نکاح متعہ آسان ہے جس پر زیادہ خرچہ بھی درکار نہیں ہے۔

حضرت جعفر صادق سے مروی ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا متعہ بعینہٖ زنا ہے۔ [1]

حُرمت متعہ از روئے اجماع:

نکاح متعہ کی حرمت پر بہت سے علماء کرام نے اجماع نقل کیا ہے چنانچہ امام نووی، امام المازری، امام قرطبی، امام خطابی، امام ابن منذر اور امام شوکانی وغیرہ اس کی حرمت کے قائلین میں صف اول کا مقام رکھتے ہیں۔

مذکورہ تمام ائمہ نے متعہ کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے۔

لیکن دنیائے اسلام میں سے ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نکاح متعہ کے جواز کا قائل ہے اور اس کی حلت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ متعہ کا حکم ابھی تک باقی ہے اور یہ منسوخ ہوا ہے نہ ہی اسے حرام قرار دیا گیا ہے یہ شیعی فرقہ ''اثناعشریہ'' ہے۔

شیعہ کے دلائل

شیعوں نے نکاح متعہ کے جواز میں چند ایک دلائل پیش کرنے کی کوشش کی ہے ہم ان کے دلائل پیش کر کے ان کا مُسکت جواب بھی دیں گے۔

---

[1] اخرجه البیهقی ج ۷/ ۲۰۷.

شیعہ نے نکاح متعہ کے جواز میں سورۂ نساء کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ (النساء: ۲۴)

”لہٰذا تم جن عورتوں سے (فائدہ) اٹھانا چاہو انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔“

شیعہ نے آیت مذکورہ میں لفظ استمتاع اور کلمہ ﴿فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ سے متعہ کی اباحت پر استدلال کیا ہے اور تائید میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم اجمعین کی قراءت (فمااستمتعتم به منهن الیٰ أجل مسمیٰ) بھی پیش کی ہے کہ یہ کلمات متعہ کے جواز کی غمازی کرتے ہیں۔ یہ شیعہ کی پہلی دلیل ہے جو ان کے بقول متعہ کا جواز فراہم کرتی ہے۔

ان کی دوسری دلیل اہل بیت علیہ السلام کی طرف منسوب احادیث ہیں شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ اہل بیت علیہ السلام سے بعض ایسی روایات کا ثبوت موجود ہے جس سے متعہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

جناب علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ”اگر عمر بن الخطاب متعہ میں ہم سے سبقت نہ کرتے تو ہم میں سے بے وقوف لوگ ہی زنا کا ارتکاب کرتے۔“ [1]

ایک روایت میں ہے کہ بد بخت لوگ ہی زنا کا ارتکاب کرتے۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: ”جو ہمارے اسلاف کی اتباع نہیں کرتا اور متعہ کو حلال نہیں سمجھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“ [2]

امام محمد بن مسلم علیہ السلام سے مروی ہے: مجھے ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم دنیا سے اس وقت تک نہ جانا جب تک کہ سنت (متعہ) کو زندہ نہ کرو۔ [3]

شیعہ کا کہنا یہ ہے کہ متعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اس کو تو عمر رضی اللہ عنہ نے حرام قرار دیا

---

[1] أخرجه صاحب الوسائل۔ وسائل الشيعه ۲۱/۵.

[2] أخرجه صاحب الوسائل جزء ۲۱/ص ۸.

[3] أخرجه ايضا صاحب الوسائل ۲۱/۱۵.

ہے۔حالانکہ یہ محض ان کا خیال ہے۔

اہل سنت کا کہنا ہے کہ آیت متعہ منسوخ ہو چکی ہے اور سورت المعارج اور سورۃ المومنون کی آیات ناسخہ ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَo اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَo فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَo﴾ (مومنون:۵تا۷)

''اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں، اب جو کوئی اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈھے گا تو ایسے لوگ حد سے گذر جانے والے ہوں گے۔''

شیعہ کہتے ہیں کہ سورۃ المعارج اور سورۃ المومنون کی آیات مکیہ ہیں جب کہ سورۃ نساء کی آیت متعہ مدنیہ ہے لہٰذا مکی آیت مدنی آیت کو مسنوخ نہیں کرسکتی یعنی وہ کہتے ہیں کہ آیت متعہ، آیت نہی سے نزول میں متاخر ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ناسخ منسوخ سے تقدم ہو۔

شیعہ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ حرمت متعہ کے دلائل میں اضطراب پایا جاتا ہے کہ کسی حدیث میں نکاح متعہ یوم خیبر کو حرام قرار دے دیا گیا تھا اور کہیں وارد ہوا ہے کہ نکاح متعہ کو عام اوطاس میں ممنوع قرار دیا گیا اور کسی حدیث میں آتا ہے کہ متعہ کے عدم جواز کا حکم فتح مکہ میں ہوا اور کہیں یہ بات باور کرائی جاتی ہے کہ نکاح متعہ کی ممانعت حجۃ الوداع میں وارد ہوئی اور کبھی صلح حدیبیہ کے موقعہ پر اس کے عدم جواز کے حکم کے نزول کی بات کی جاتی ہے کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم دو مرتبہ نازل ہوا، کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم ایک مرتبہ نازل ہوا اور کبھی کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم تین مرتبہ نازل ہوا۔

شیعہ کا کہنا ہے کہ متعہ کے جواز یا عدم جواز میں اس طرح کا اضطراب اس بات کی واضح

دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی مستند اور قوی حدیث کا ثبوت موجود نہیں ہے۔

علاوہ ازیں شیعہ کا موقف ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں آپ ﷺ کے روبرو نکاح متعہ کیا تھا اور آپ ﷺ نے تردید نہیں فرمائی تھی آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء میں متعہ پر عمل درآمد ہوتا رہا یہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں نکاح متعہ کی ممانعت کا حکم صادر فرمایا۔

شیعہ دلائل کا تنقیدی جائزہ

جہاں تک سورۂ نساء کی آیت سے شیعہ حضرات کا متعہ کے جواز کا استدلال فراہم کرنے کا مسئلہ ہے تو ہمیں علماء تفسیر کی آراء اور ان کے اقوال کے طرف رجوع کرنا چاہئے۔

اس کے بعد ہمیں آیت کے موقع ومحل کو دیکھنا چاہیے اور اس کے سیاق وسباق کا خیال رکھنا چاہئے۔

اسی قاعدہ کی رو سے ہم اس آیت کا مطالعہ کرتے ہیں۔:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةًؕ﴾ (النساء:۲۴)

”تم ان عورتوں میں سے جن سے فائدہ اٹھانا چاہو انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔“

اگر اس آیت کے سیاق وسباق پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس آیت کا نکاح متعہ سے دور دور کا تعلق نہیں ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی اس سے گزشتہ آیت میں ان عورتوں کی فہرست بیان کردی ہے۔ جن سے ابدی طور پر نکاح حرام ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا وَ سَآءَ سَبِيْلًا﴾ (النساء:۲۲)

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًاo وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةًo﴾ (النساء:٢٣ـ٢٤)

’’اوران عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو گذر چکا ہے یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔‘‘حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری لڑکیاں، اور تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں، بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو (ہاں!) اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا ہاں جو گذر چکا سو گذر چکا یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور حرام کی گئیں شوہر والی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آ جائیں اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیئے ہیں اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں

تمہارے لئے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کرنے کے لئے اس لئے جن سے تم فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔“

اس آیت کے سیاق اور سباق سے پتہ چل رہا ہے کہ مذکورہ آیت اپنے منطوق کے اعتبار سے نکاح شرعیہ پر دلالت کررہی ہے نہ کہ نکاح متعہ کو حلال قرار دینے کے لئے اس کا ورود ہوا ہے اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے پہلے اس آیت میں ان عورتوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے شرعی طور پر نکاح کرنا حرام ہے جیسے کہ ماں، اپنی بیٹی، حقیقی بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس، مدخولہ بیوی کے پہلے خاوند سے لڑکیاں اور وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہوں تمہاری مدخولہ بیوی کے ساتھ (اور اگر تم نے ان عورتوں سے جماع نہ کیا ہو تو کوئی حرج نہیں اور بہوویں جو کہ تمہاری اپنی اولاد کی عصمت میں ہوں اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کو ایک ساتھ جمع کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور اس کے بعد شوہر والی عورتوں سے شادی کی حرمت بیان کی گئی ہے کہ ان سے تمہارے لئے شادی کرنا جائز نہیں ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرما رہا ہے ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ دیگر تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں جن سے تم نکاح کرسکتے ہو۔

لہٰذا مذکورہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ حضرات کا اس آیت کو متعہ کے جواز کے لئے بطور استدلال پیش کرنا کسی صورت میں درست اور جائز نہیں ہے کیونکہ یہ آیت نکاح صحیح کے اثبات کے لئے وارد ہوئی ہے تاکہ ایک مسلمان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے اس آیت کے بارے میں متعہ کے جواز کی بات کرنا تو دور کی بات ہے بلکہ اس سلسلہ میں سوچنا بھی محال ہے کیونکہ اس آیت کا ذرہ برابر بھی متعہ سے تعلق نہیں ہے۔

آپ ذرا اس آیت کے سیاق پر غور کیجئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَا اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهٖ مِنۡهُنَّ فَاٰتُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ فَرِيۡضَةً وَ لَا جُنَاحَ

عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًاO﴾ (النساء:٢٤)

''اس لئے تم ان میں سے جن عورتوں سے فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کر لو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔''

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پڑھیں:

﴿وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَO﴾ (النساء:٢٤)

''اور ان سے نکاح بھی حرام ہے جو عورتیں شادی شدہ ہیں لیکن جو تمہاری ملکیت میں آجائیں تو یہ لونڈیاں جائز ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ اُحکام تم پر فرض کر دیئے ہیں اور ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ اور دوسری عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں کہ اپنے مال مہر کے عوض تم ان سے نکاح کرو برے کاموں سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کے لئے۔''

آیت کریمہ کے کلمہ (محصنین) پر غور کریں کہ اس آیت کریمہ سے عموماً اور اس کلمہ (محصنین) سے خصوصاً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس سے مراد نکاح شرعی ہے نہ کہ متعہ کیونکہ متعہ سے پاک دامنی و آبرو اور نسل کی حفاظت کیوں کر ہو سکتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (محصنین) کہہ کر پاک دامنی اور عفت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ چیز نکاح سے ہی بروئے کار آسکتی ہے متعہ سے نہیں۔ حتیٰ کہ شیعہ حضرات بھی اس بات کے قائل ہیں کہ پاک دامنی صرف نکاح شرعی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر آیت کریمہ سے متعہ مراد ہوتا تو (محصنین) کا جملہ استعمال

نہ کیا جاتا متعہ اور چیز ہے اور احصان و پاک دامنی یا عفت وعصمت اور چیز ہے لہٰذا اس آیت سے مقصود نکاح شرعی ہے نہ کہ نکاح متعہ۔

شیعہ کے نزدیک شیخ اسحاق بن عمار سے یہ روایت مروی ہے کہ انہوں نے شیخ موسیٰ کاظم سے دریافت فرمایا کوئی شخص زنا کاری کا ارتکاب کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے پاس باندی موجود ہے جس سے وہ ازدواجی تعلقات رکھتا ہے تو کیا اس باندی سے ازدواجی تعلقات کی بنا پر اس کو شادی شدہ جائے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ شادی شدہ ہے اور اس پر محصن والی حد جاری کی جائے گی پوچھا گیا اور اگر اس کے پاس عقد متعہ کے طور پر عورت ہے تو کیا اس کو شادی شدہ گردانا جائے گا تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں۔ کیونکہ باندی تو اس کی ملک یمین میں دائمی طور پر ہے جب کہ نکاح متعہ والی عورت کی ملکیت دائمی نہیں ہے۔ [1]

مذکورہ دلائل سے پتہ چلا کہ آیت کریمہ سے متعہ مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد نکاح شرعی ہے کیونکہ اس کا سیاق وسباق اسی کی طرف غمازی کر رہا ہے آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے ان عورتوں کی فہرست جاری کی ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے بارے میں بیان فرمایا جن سے نکاح حلال ہے۔

جیسا کہ ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ عقد متعہ سے پاک دامنی حاصل نہیں ہوسکتی۔ دراصل جس چیز سے پاک دامنی کا حصول ہوتا ہے اور عزت و آبرو کی حفاظت ہوتی ہے وہ نکاح شرعی ہے (اس بات کی شہادت کے لئے شیعوں کے اقوال ہی ہمارے لئے کافی وشافی ہیں) زیادہ چھان بین کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات دلائل دینے سے عاجز ہیں اور انہیں راہ فرار بھی نہیں مل پاتی ہے لہٰذا وہ اس بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ متعہ قابل احصان نہیں ہے لیکن وہ اپنی ڈھٹائی پر اڑ کر یہ بات کہنے سے گریز نہیں کرتے کہ آیت کریمہ نکاح متعہ کے بارے میں ہے

---

[1] ملاحظہ ہو: وسائل الشیعہ / ج۲۸۔ص ٦٨.

یہ شیعہ کا عناد ہے اور ڈھٹائی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب بھی میرا کسی عقلمند سے مناظرہ ہوا تو میں کامیاب رہا اور جب بھی کسی جاہل سے مجھے بحث ومباحثہ کرنا پڑا تو میں مغلوب ہوکر ہی واپس آیا کیونکہ جاہل کو سمجھانا ایک عقل مند کے بس کی بات نہیں۔

اس کے بعد قرآن کی حکمت بیانی پر توجہ دیں کہ کیسا عجیب وغریب اور پیارا اسلوب بیان ہے اللہ تعالیٰ بڑے حکیمانہ انداز میں فرما رہا ہے:

﴿وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۝﴾ (النساء:۲۵)

''اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے شادی کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو (اپنا نکاح کرلے) اللہ تمہارے اعمال کو بخوبی جاننے والا ہے۔''

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نکاح کا حکم دے رہا ہے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر اس آیت سے نکاح کے علاوہ کوئی اور چیز مقصود ہوتی تو اس کی ترغیب دی جاتی جب کہ ایسا قطعاً نہیں ہے آخر متعہ کا جواز کہاں سے نکل آیا؟۔

اور جہاں تک (الیٰ أجل مسمیٰ) والی قراءت کا تعلق ہے تو ہمارا یہ کہنا ہے کہ وہ قراءت درست نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت قراءت شاذہ کی ہے اور قراءت متواترہ میں اس کا شمار نہیں ہے۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ شیعہ حضرات قراءآت سبعہ کے قائل ہی نہیں ہیں ان کو قراءت سبعہ سے استدلال کا کیا حق پہنچتا ہے؟ لہٰذا ان کا یہ استدلال کسی صورت میں درست نہیں ہے اور نہ ان کو اس صورت میں مذکورہ طریقہ پر استدلال کا حق حاصل ہے۔

حضرت فضیل بن یسار علیہ السلام سے مروی ہے: میں نے ابوعبداللہ سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے تو انہوں نے جواب دیا ''اللہ کی قسم! لوگ جھوٹ کہتے ہیں، قرآن تو صرف ایک حرف پر واحد الاحد کے پاس سے نازل ہوا ہے۔'' ❶

بے شمار علمائے تفسیر جن میں امام طبری، امام قرطبی، امام ابن العربی، امام ابن الجوزی، امام ابن عطیہ، امام نسفی، امام نیسابوری، امام زجاج، امام آلوسی، امام شنقیطی، امام شوکانی، رحمھم اللہ اجمعین وغیرہ سرفہرست ہیں کا یہ کہنا ہے کہ آیت مذکورہ نکاح شرعی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا عقد متعہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مفسرین کرام نے کھینچ تان کر کے اس آیت سے عقد متعہ مراد لیا ہے اور بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت کی وجہ سے اس حکم کو منسوخ قرار دیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے۔

حالانکہ یہ خوامخواہ کا تکلف ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ سیدھی سی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے متعہ کی اجازت دی تھی اس کے بعد اس کی ممانعت کا حکم صادر فرما دیا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے منسوخ ہے اس میں آیت کریمہ کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی آیت کریمہ سے متعہ کے جواز کی دلیل فراہم ہوتی ہے اگر کوئی ایسی تاویل کرتا ہے تو اس کو اس کا ہرگز ہرگز حق نہیں پہنچتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں فرما دیا ہے کہ ﴿أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ﴾ اپنے مال کے ذریعہ مہر ادا کر کے تم ان سے نکاح کر سکتے ہو برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کے لئے۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے مراد نکاح صحیح شرعی ہے۔ ❷

امام شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مذکورہ آیت نکاح شرعی کے بارے میں وارد ہوئی ہے مگر بعض جاہل قسم کے لوگوں نے اس کے نزول کو متعہ کے ثبوت کی دلیل قرار دیا ہے یہ ان کی

---

❶ الکافی/ج ۲ ص۔ ٦٣.
❷ زادالمسیر ج۔ ۱ ص ۵۳.

جہالت کی دلیل ہے۔ [1]

امام زہری فرماتے ہیں: آیت کریمہ میں لفظ (استمتاع) وارد ہوا ہے، عربی زبان میں لفظ متاع بول کر ہر اس چیز کو مراد لیا جاتا ہے جس سے نفع اندوز ہوا جائے۔

امام زجاج لغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ اس آیت میں شیعہ ایسی صریح غلطی پر مصر ہیں جو نا قابل تلافی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ادب لغت کی ہوا تک نہیں لگی ہے اسی لئے تو ان لوگوں نے ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ﴾ سے مراد عقد متعہ سمجھا ہے یہ ان کی کج فہمی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ وہ اپنے اس قول میں اہل علم کے اجماع کی مخالفت کر کے شذوذ کا شکار ہو گئے ہیں کیونکہ اہل علم کا اجماع ہے کہ اس آیت سے متعہ کی حرمت مراد ہے) لہٰذا ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ﴾ سے یہ چیز سمجھ آتی ہے کہ تم ان عورتوں سے اس شرط کا لحاظ رکھتے ہوئے جب نکاح کروگے جس کا تذکرہ مذکورہ آیت میں آیا ہے تو وہ نکاح شرعی یا عقد صحیح کہلائے گا جس کو (أحصان) کہا جاتا ہے اس کے بعد اس آیت کے سیاق پر تدبرانہ نگاہ ڈالیں تو پتہ چل جائے گا کہ اس عقد صحیح میں کیا مصلحت پنہاں ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ﴾ یعنی تم مہر ادا کر کے برے کاموں سے بچنے کے لئے عقد نکاح صحیح منعقد کرنا چاہتے ہو لہٰذا ﴿فَاٰتُوْهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ ان کا مہر ادا کر کے ان سے شادی کرلو۔ [2]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر لفظ (تمتع) کا ذکر فرمایا ہے مگر ہر جگہ اس سے نکاح مراد نہیں ہے بلکہ مختلف جگہوں پر اس سے مختلف معنی مراد ہیں۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا۝﴾

(الاحقاف:۲۰)

---

[1] أضواء البيان ـ للعلامه الشنقيطى.

[2] لسان العرب ج ۳۲۹/۸.

''اس دن کافروں سے کہا جائے گا تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی برباد کردیں اورتم ان سے فائدے اٹھا چکے۔''

یہاں (استمتاع) سے مراد یہ ہے کہ تم نے دنیاوی زندگی میں دنیاوی مال ومتاع سے خوب فائدہ اٹھالیا ہے۔معلوم ہوا کہ اس جگہ (استمتاع) سے مراد دنیاوی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا ہےاس سے نکاح شرعی مرادنہیں ہے۔

(۲)ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسۡتَمۡتَعُوۡا بِخَلَاقِهِمۡ۝﴾ (التوبہ:٦٩)

یہاں خلاق کا ترجمہ دنیوی حصہ بھی کیا گیا ہے یعنی تمہاری تقدیر میں دنیا کا جتنا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ استعمال کرلو جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنا حصہ استعمال کیا اور پھر موت یا عذاب سے ہم کنار ہوئے۔یہاں استمتاع سے مراد نکاح نہیں بلکہ نفع اندوزی یا فائدہ مندی ہے۔

(۳)ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا يَتَمَتَّعُوۡنَ وَيَاۡكُلُوۡنَ كَمَا تَاۡكُلُ الۡاَنۡعَامُ۝﴾ (محمد:١٢)

''اور جولوگ کافر ہیں وہ دنیا کا ہی فائدہ اٹھارہے ہیں اور مثل چوپایوں کے کھارہے ہیں۔''

یہاں بھی تمتع سے مراد مجرد فائدہ دنیاوی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مجرد لفظ متع کے اشتقاق اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس سے مراد نکاح متعہ ہی ہو جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ لفظ متعہ قرآن کریم مختلف مقامات پر مختلف معانی میں کا استعمال آیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ انسان میں سے صنف کفار کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اسۡتَمۡتَعَ بَعۡضُنَا بِبَعۡضٍ وَّ بَلَغۡنَاۤ اَجَلَنَا الَّذِىۡۤ اَجَّلۡتَ لَنَا۝﴾

(الانعام:١٢٨)

''اور جو انسان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی معین میعاد تک آ پہنچے جو تو نے ہمارے لئے معین فرمائی تھی)۔''

اس آیت میں بھی جنوں اور انسانوں کے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرنے کی وضاحت کی گئی ہے۔

بہرحال اس بارے میں بہت سی آیات قرآنیہ موجود ہیں یہاں ایک ایک آیات گنوانا مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہم کو یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ لفظ (متع) سے قرآن کریم میں ہمیشہ نکاح متعہ ہی مراد نہیں لیا گیا ہے بلکہ اس تعبیر کو قرآن کریم نے مختلف جگہوں پر مختلف پیرایہ بیان میں مختلف معانی کے لئے استعمال کیا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں لفظ اجر کا تذکرہ آیا ہے شیعہ کا خیال ہے کہ اس سے مراد نکاح متعہ ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر لفظ اجر سے مراد مہر ہے۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةًؕ﴾ (النساء:۲٤)

''اس لئے تم جن عورتوں سے نکاح شرعی کے ذریعہ فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کردہ مہر ضرور دے دو۔''

آیت مذکورہ میں لفظ اجر وارد ہوا ہے اور اس سے مراد مقرر کردہ شرعی مہر ہے۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّؕ﴾ (المائدہ:۵)

''اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کر دو۔''

اس آیت میں بھی لفظ اجر وارد ہوا ہے اور اس سے مراد مہر ہے۔

(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ (النساء:۲۵)

''توان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کرلو اور قاعدہ کے مطابق ان کو ان کے مہر دے دو''

اس آیت میں بھی لفظ (أجورھن) وارد ہوا ہے اور اس مراد مہر شرعی ہے جس سے قطعی طور پر متعہ کی نفی ہوتی ہے کیونکہ اس میں مالکوں کی اجازت کی شرط لگائی گئی ہے جب کہ متعہ میں والدین یا مالکوں کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۴) ارشاد ربانی ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ﴾

(الاحزاب:۵۰)

''اے نبی ﷺ ہم نے آپ کے لئے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جنہیں آپ مہر ادا کر چکے ہیں۔''

آیت مذکورہ میں بھی (أجورھن) سے مراد حق مہر ہے۔

(۵) اور:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾

(الممتحنة:۱۰)

''ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔''

اس آیت میں بھی (أجورھن) سے مراد مہر شرعی ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں جہاں بھی لفظ اجر اور اس کے مشتقات کا ذکر آئے تو اس سے مراد مہر ہوتا ہے اور مہر نکاح شرعی کے انعقاد کا ثبوت ہوا کرتا ہے

شیعہ حضرات کی دوسری دلیل:

شیعہ کا کہنا ہے کہ متعہ کے جواز میں اہل بیت علیہم السلام سے بھی روایات منقول ہیں جو ان کے لئے حجت اور دلیل ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کے جواب کے کئی طریقے ہیں خصوصاً اس مذکورہ قضیہ کی بنیاد پر اس کا جواب تفصیل طلب ہے لہٰذا اگر بحث طویل ہو جائے تو میرے خیال میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے چنانچہ ہم جواب کا آغاز کرتے ہوئے یہ کہنا مناسب سمجھیں گے کہ بہت سے اثناعشری ائمہ کرام سے ایسی روایتوں کا بھی ثبوت ہے جن سے متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے (وہ ائمہ کرام جن سے اس طرح کی روایات وارد ہوئی ہیں یا ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں بالترتیب یوں ہیں)۔

جناب علی جناب حسن جناب حسین جناب علی بن حسین جناب محمد بن علی جناب جعفر بن محمد جناب موسیٰ بن جعفر جناب علی بن موسیٰ جناب محمد بن علی جناب حسن بن علی اا جناب المنتظر (علیہم السلام)۔

ایک روایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھے کا گوشت اور نکاح متعہ کی حرمت کا حکم صادر فرمایا تھا۔

حضرت علی بن یقطین سے روایت ہے میں نے موسیٰ کاظم سے (متعہ) کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے جواب دیا: تم کو متعہ سے کیا سروکار ہے اللہ تعالیٰ نے تو تم کو اس سے بے نیاز فرمایا ہے۔ [1]

حضرت عبداللہ بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اپنی عزت و آبرو کو اس گندگی سے آلودہ مت

---

[1] خلاصة الأيجاز فى المتعة للمفيد ص ٥٧، الوسائل ٤٤٩/١٤، نوادرأحمد ص ٨٧ ح ١٩٩، الكافى ج٥ ص ٤٥٢.

کرو۔'' ❶

حرمت متعہ پر بے شمار روایات منقول ہیں طوالت کے خوف سے ہم ان کا ذکر نہیں کر رہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا کیا موقف ہونا چاہئے کیا ہم متعہ کی ممانعت والی روایات کی تصدیق کریں یا اس کی حلت میں وارد احادیث کو تسلیم کریں۔

اگر ہم یہ صراحت کر دیں تو بجا ہوگا کہ متعہ کی حلت میں بہت سی خود ساختہ روایات وارد ہوئی ہیں جن کو ائمہ کرام کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بات یقینی ہے جس کو شیعہ حضرات بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بہت سی باتیں گھڑ کر ائمہ کی طرف منسوب کی گئیں ہیں اس لئے ہم انہیں یہ بات کہنے کے مجاز ہیں کہ جو روایات متعہ کی اباحت میں موجود ہیں وہ دراصل گھڑ کر ائمہ کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں کیونکہ ائمہ کا شمار دراصل علماء اہل سنت میں ہوتا ہے یہی وجہ ہے وہ اہل سنت کے اقوال کی تائید کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور یہ مسئلہ تو متفق علیہ ہے کہ متعہ کے حرام ہونے کے بارے میں علماء کا اجماع ہے جس میں دو رائے نہیں ہیں تو ائمہ آل بیت علیہم السلام کیوں کر اس برحق موقف کی مخالفت کر سکتے ہیں؟

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم و کرم فرمائے جس نے ہمیں لوگوں کے لئے محبوب بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی اور اس نے اس بات کی جدوجہد کی کہ وہ ہماری عزت و ناموس کو لوگوں کی نگاہوں میں برقرار رکھے تا کہ لوگ ہم آل بیت کو مبغوض نہ سمجھیں بخدا اگر وہ ہمارے کلام کی خوبیاں تلاش کریں تو ان کے لئے ہماری خوبیاں شمار کرنا مشکل ہو جائے اور کسی کو ان پر تنقید کرنے کی جرأت نہ ہو لیکن ہوتا یہ ہے ان میں سے کوئی شخص ایک جملہ سن لیتا ہے اور اس میں دسیوں جملے ملا کر بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ❷

---

❶ مستدرك الوسائل ج ١٤ص ٤٥٥۔

❷ الكافی ج ٨ ،ص ١٩٢.

امام جعفر علیہ السلام کا فرمان ہے جولوگ یہ مذہب اختیار کرتے ہیں ان کے اغراض ومقاصد میں سے اہم ترین مقصد دروغ گوئی اور بہتان طرازی ہوتی ہے حتیٰ کہ شیطان بھی ان سے دوروغ گوئی اور بہتان تراشی مستعار لینے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔'' [1]

امام جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: ''ہمارے امام مہدی آئیں گے اور شیعوں میں سے کذاب اور مفتری قسم کے شیعوں کو تہہ تیغ کریں گے۔'' [2]

امام جعفر نے فرمایا ہے: لوگ ہمارے اوپر جھوٹ تھوپنے کے عادی ہو گئے ہیں ہم ان کے سامنے اگر کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو وہ سن کر جب مجلس سے جاتا ہے تو اپنی طرف سے اس میں نمک مرچ لگا کر پیش کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس کی ایسی تاویل بیان کرنے لگتا ہے جو اس کے معنی مراد سے کوسوں دور ہوتی ہے کیونکہ وہ ہماری بات سے ہماری محبت اور اجر و ثواب کے خواہاں نہیں ہوتے بلکہ وہ تو ہماری باتوں کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔ [3]

محمد باقر الھوری ایک ایک جید شیعہ عالم ہیں جن کا کہنا ہے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیعوں کے مراجع میں ضعیف اور موضوع قسم کی روایات بکثرت موجود ہیں۔

شیعہ حضرات کی اپنی سیرت کے بارے میں یہ گواہی خود ان کی اپنی زبانی تھی۔

شیعہ کے بارے میں علماء اہل سنت نے طویل ترین ابحاث کی ہیں جو زبان زد عوام وخواص ہیں لہٰذا ان کے ذکر کی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں شیخ الاسلام ہی کا ایک جامع بیان کافی ہے فرماتے ہیں۔ ''تمام تعریفیں اس ذات باری کے لئے خاص ہیں اور وہ ذات بڑی مقدس ہے جس نے کذب بیانی اور دروغ گوئی کو وجود بخشا ہے اور اس کا ۹۰ فیصد حصہ شیعوں کو عطیہ کر دیا ہے یہی وجہ ہے انہوں نے متعہ کی اباحت میں جو روایات بیان کی ہیں وہ سراسر جھوٹ اور بہتان تراشی پر مبنی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم و کرم فرمائے۔''

---

1. الکافی ج۸، ص ۲۱۲
2. رجال الکشی: ص ۲۵۳.
3. بحارالأنوار۔ ۲/۲٤٦.

شیعہ کے اس موقف کو ہم مثال دے کر واضح کرنے کی کوشش کریں گے مثلاً۔

جابر بن یزید جعفی کا نام کافی اہمیت رکھتا ہے، یہ شخص شیعہ کے مشہور ترین رواۃ میں سے ایک ہے اس کے بارے میں عاملی نے لکھا ہے کہ اس شخص نے امام باقر علیہ السلام سے ستر ہزار حدیثیں روایت کی ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام باقر علیہ السلام کے صاحبزادے ابوعبداللہ سے جب دریافت کیا گیا کہ جابر جعفی کی احادیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے اس شخص کو ایک مرتبہ کے علاوہ کبھی بھی اپنے والد کے پاس نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی یہ شخص کبھی میرے پاس آیا۔

یاد رہے کہ جابر جعفی نے ستر ہزار احادیث امام باقر سے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار احادیث باقی حضرات سے روایت کی ہیں لہٰذا یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر کثیر تعداد میں جابر جعفی نے روایات کہاں سے جمع کی ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک بلاتردد جابر جعفی کا شمار کذاب رواۃ میں سرفہرست ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں بہت سے علماء شیعہ کی روایتوں کا آپس میں شدید ٹکراؤ ہے اور کسی صورت میں بھی ایک دوسرے سے ہم آہنگی ممکن نہیں ہے جس کا خود شیعہ حضرات کو بھی اعتراف ہے۔

شیعہ عالم فیض الکاشانی کا خود اپنے مذہب کی روایات کے بارے میں کہنا ہے: ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات کے نزدیک ایک ہی مسئلہ میں ۲۰ سے لے کر ۳۰ تک یا اس سے بھی زیادہ مختلف فیہ اقوال پائے جاتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ شیعہ کے نزدیک کوئی فروعی مسئلہ ایسا نہ ہوگا جس میں شدید اختلاف نہ ہو یا اس کی بعض جزئیات میں اختلافات نہ ہوں۔ [1]

امام طوسی کو اکابرین علماء شیعہ میں شمار کیا جاتا ہے ان کا کہنا ہے کوئی ایسی روایت نہ ہوگی جس کا مخالف کوئی دوسرا قول موجود نہ ہو اور کوئی ایسی حدیث نہ ہوگی جس کی نفی دوسری حدیث

---

[1] مقدمہ الوافی ص:۹۔

موجود نہ ہو۔ شیعوں کی روایات اور احادیث کا یہ حال ہے جس کو خود ان کے عالم دین امام طوسی نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (امام طوسی نے یہ بات [تہذیب الأحکام) کے مقدمہ میں لکھی ہے)

ہندوستان کے عظیم ترین شیعی عالم دلدار حسین نے اس بارے میں یہ کہا ہے: ائمہ کرام سے ماثور احادیث کریمہ میں بڑا شدید اختلاف ہے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایسی حدیث موجود نہ ہوگی جس کی نفی میں دوسری حدیث کا وجود نہ ہو اور کوئی ایسی متفق علیہ خبر نہ ہوگی جس کے مدمقابل دوسری خبر نہ ہو۔ [1]

شیعہ روایات میں اس قدر شدید اختلاف کی یہ صورتحال اس بات کی تصویر کشی کرتی ہے:

﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۝﴾

(النساء:۸۲)

''اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف ہوتا۔''

یہ روایات چونکہ لوگوں کی بیان کردہ ہیں لہٰذا ان میں باہمی تعارض اور تضاد ہے جو ان کے غیر مشروع ہونے کی بین ثبوت ہے۔

احادیث صحیحہ پر شیعہ اعتراضات:

شیعہ حضرات کے سامنے جب وہ صحیح ترین احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں متعہ کی حرمت بیان ہوئی ہے تو وہ دو اعتبار سے ان کا انکار کرتے ہیں۔

اولاً: یہ احادیث موضوع ہیں اور من گھڑت ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں۔

ثانیاً: یہ احادیث تقیہ کے قبیل سے ہیں اور تقیہ خلاف حقیقت ہوتا ہے۔

لیکن آپ شیعہ مذہب کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کہ کیا تاریخ کے کسی دور میں بھی انہیں علم

[1] اساس الأصول ص ۵۱.

رجال یا علم اسانید یا علم مصطلح سے شغف رہا ہے آپ فرض کریں اگر ان کا کوئی شخص آئے اور کہنے لگے اس حدیث میں فلاں فلاں ہے جو ضعیف ہے یا یہ جو فلاں شخص ہے اس کو فلاں نے ضعیف قرار دیا ہے تو کیا اس کی بات کو تسلیم کیا جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ صرف زبانی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

شیعہ عالم حرالعاملی کا کہنا ہے: حدیث صحیح وہ ہے جس کو ائمہ میں سے عادل ضابط نے روایت کیا ہو اور ہر طبقہ میں یہ عدل وضبط مسلسل موجود ہو۔

اگر اس تعریف پر تمام احادیث کو تولا جائے تو تمام کی تمام احادیث ضعیف قرار پائیں گی کیونکہ علماء نے شاذ و نادر ہی کسی راوی کے باری میں عادل و ضابط ہونے کی صراحت کی ہے اگر رواۃ کے بارے میں علماء نے اظہار خیال کیا بھی ہے تو زیادہ سے زیادہ ان کی توثیق کی ہے اور توثیق سے عدالت ثابت نہیں ہوتی ہے۔

توثیق کی بات تو دور ہے بلکہ علمائے شیعہ نے رواۃ کے بارے میں اس کے برعکس انکشافات کئے ہیں حتی کہ شیعہ حضرات اس راوی کی بھی توثیق کرتے ہیں جس کا فسق و فجور، کفر وعناد، اور فساد مذہب خود ان کے نزدیک واضح ہو اور علماء شیعہ بذات خود اسے تسلیم کرتے ہوں پھر بھی وہ ان کی توثیق کرتے ہیں یعنی ان کے یہاں جرح وتعدیل کا کوئی مسلمہ معیار نہیں ہے۔

چنانچہ حرالعاملی فرماتے ہیں: مذکورہ تصریح کی بنیاد پر ہماری تمام احادیث اور رویات کا ضعیف ہونا لازم آتا ہے کی تضعیف لازم آتی ہے کیونکہ ہمیں ان تمام احادیث کے رواۃ میں کسی ایک کی عدالت اور ضبط کے بارے میں علم نہیں ہے۔ [1]

ہمارے ثقہ اور کبار علماء شیعہ جن کو اصحاب اجماع کہا جاتا ہے وہ بھی ضعفاء اور کذابین نیز ایسے مجہول الحال لوگوں میں سے ہیں جو احادیث روایت کرتے ہیں جن کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ تک نہیں ہے۔ یہی نہیں اس طرّہ پر یہ ہے کہ اس کے باوجود ان سے روایت کردہ

---

[1] الوسائل ج ۳۰، ص ۲٦.

احادیث کی صحت پر مہر تصدیق بھی ثبت کر دی جاتی ہے۔ 1

مزید کہتے ہیں: جن کتابوں پر ائمہ نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے ہم جانتے ہیں کہ ان میں بہت سے راوی ضعیف اور مجہول ہیں۔ 2

جب شیعہ برادران کے چوٹی کے راویوں کا یہ حال ہے جس کی ایک مختصر سی جھلک آپ کے سامنے بیان کی گئی تو ان کی مذہبی کتابوں کے مؤلفین کا کیا حال ہوگا؟ اور ان لوگوں کی ذاتی زندگی کیسی ہوگی جنھوں نے ان کتابوں کی جمع وترتیب میں حصہ لیا ہے۔

امام طوسی کی یہ وضاحت سند کا درجہ رکھتی ہے کہ بہت سے شیعہ مصنّفین اور اصولیین مذاہب فاسدہ گھڑنے کا کام انجام دیا کرتے تھے اگر چہ ان کی کتابوں کو شیعہ کے نزدیک مذہبی حیثیت حاصل ہے مگر ان کی ذاتی زندگی دوروغ گوئی سے لبریز ہیں۔ 3

مثال کے طور پر ابراہیم بن اسحاق کو پیش کیا جا سکتا ہے۔

جن کے بارے میں امام طوسی نے صراحت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ راویان حدیث میں ان کا شمار ضعفاء کی صف میں ہوتا ہے، اور دینی اعتبار سے بھی یہ متہم ہیں مگر انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن کی حیثیت سکہ رائج الوقت کی ہے۔ 4

شیعہ کتب کا مطالعہ:

ہمیں معلوم ہونا چاہئے شیعہ کی آٹھ مشہور مذہبی کتابیں ہیں جو بالترتیب یہ ہیں۔

(١) الكافى (٢) الأستبصار (٣) التهذيب (٤) من لا يحضره الفقيه (٥) الوسائل (٦) الوافى (٧) البحار (٨) مستدرك الوسائل۔

ان کتابوں کو شیعہ کی مذہبی زبان میں کتب ثمانیہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جن کی بابت امام حائری لکھتے ہیں۔

''مذکورہ آٹھ کتابیں صحاح امامیہ کے نام سے موسوم ہیں ان میں ابتدائی چار کتابیں ان

1 الوسائل ج ٣٠، ص ٢٠٦)
2 الوسائل ٣٠/٢٤٤.
3 الفهرست ص ٢٨.
4 الفهرست، ص ٣٣.

مؤلفین کی ہیں جو سارے کے سارے سینئر محمد ہیں اوراس کے بعد تین کتابیں جونیئر محمد یا دوسرے درجہ کی محمدوں کی تالیف ہیں اورآٹھویں کتاب محمد حسین نوری صاحب کی ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سینئر اور جونیئر محمدوں سے کون لوگ مراد ہیں اس بات کی بھی وضاحت کردی جائے حائری صاحب کا کہنا ہے کہ اوائل چار کتابیں جو کہ سینئر محمدوں کی تالیف ہیں اس سے مراد (۱) کتاب الکافی ہے جو محمد بن یعقوب کلینی کی تالیف ہے۔ (۲) کتاب الاستبصار (۳) کتاب التہذیب ہے جو محمد بن حسن طوسی کی ہے۔ (۴) کتاب من لایحضرہ الفقیہ ہے جو محمد بن بابویہ القمی کی تالیف ہے ان کو سینئر محمدوں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جونیئر محمدوں سے مراد باقی ماندہ کتب ثمانیہ کے مؤلفین کتب ہیں وہ بالترتیب یہ ہیں۔

(۱)......محمد بن حسن فیض الکاشانی (۲)......محمد بن الباقر المجلسی ۔(۳)......محمد بن الحسن الحرالعاملی ۔ (۴) محمد حسین بن نوری الطبرسی ہے جو آٹھویں کتاب مستدرک الوسائل کے مؤلف ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان مذکورہ کتابوں کی شیعہ کے نزدیک اہمیت کا بھی اجمالاً تذکرہ کردیا جائے اس سلسلہ میں کاشانی کا کہنا ہے ''اس دور میں احکام شرعیہ کا دارومداران چار مذہبی کتابوں پر ہے جو سینئر محمدوں کی تالیف ہیں۔ وہ چار کتابیں الکافی، الاستبصار، التہذیب اورمن لایحضرہ الفقیہ ہیں۔ [1]

آغابرزک کا کہنا ہے کتب اربعہ مذکورہ اورنئی جوامع وسنن پر ہی اس دور میں احکامات کے استنباط کا دارومدار ہے۔ [2]

ان کتابوں کی حقیقت کیا ہے ان میں روایات جمع کیسے ہوئیں اور یہ معتبر کیوں بنی؟ یہ معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل روایات دیکھئے۔

حضرت محمد بن الحسن بن ابی خالد سے مروی ہے انہوں نے اُبوجعفر الثانی سے دریافت کیا

---

[1] الوافی ۱/ ۱۱. [2] الفہرست، ص ۳۳.

کہ میں آپ پر قربان جاؤں ہمارے مشائخ نے حضرت ابوجعفر اور ابوعبداللہ سے اس زمانے میں روایت کی ہے جس زمانے میں تقیہ زوروں پر تھا انہوں نے اپنی کتابوں کی تشہیر نہیں کی اور اس کو روایت کر کے منظر عام پر لانے سے گریز کیا لیکن جب ان لوگوں کا انتقال ہو گیا تو ان کی گمنام کتابیں ہم لوگوں کو دستیاب ہوئیں اس بنیاد پر ابوجعفر دوم نے فتویٰ صادر کر دیا: ان کتابوں کا حوالہ دے کر روایت بیان کرو کیونکہ یہ کتابیں حق ہیں اب اسناد وغیرہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اصل کتاب ہمارے سامنے ہے اس لئے اس کو بنیاد بنا کر خوب اچھی طرح روایت کیا کرو۔ (الکافی / ۵۳)

شاید ہم اپنے اصل موضوع بحث سے نکل گئے ہیں لیکن یہ بھی از حد ضروری ہے جس پر خامہ فرسائی کرنے لئے مجبور ہیں کیونکہ اس موضوع کا متعہ سے لازمی متعلق ہے اس لئے کہ شیعہ حضرات متعہ کے عدم جواز میں وارد احادیث کا انکار اپنی مذکورہ کتابوں میں موجود متعہ کے اثبات میں وارد احادیث سے کرتے ہیں۔

لہٰذا ہم بطور مثال ان کی بعض کتابوں کا تذکرہ کریں گے۔ سب سے پہلے ہم شیعہ کی مذہبی کتاب الکافی (تالیف کلینی) کو ہی لیتے ہیں جو ان کے ہاں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے شیعہ کے نزدیک مطلقاً یہ بہت عظیم الشان اور مقدس کتاب ہے اگر چہ شیعہ حضرات کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ''کافی'' پر پوری کتاب صحیح ہے یا اس کا بعض حصہ صحیح ہے اور بعض غیر مستند ہے یہ دوسرا موضوع ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ کتاب الکافی شیعہ کے نزدیک مقدس ترین اور عظیم الشان کتاب ہے اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے امام کرخی (۱۰۷۶) میں فوت ہوئے ہیں ان کا شمار شیعہ کے متقدمین علماء میں ہوتا ہے یہ گیارہویں صدی کے معروف عالم تھے ان کا کہنا ہے۔

''کتاب الکافی ۵۰ کتابوں کا مجموعہ ہے۔'' [1]

---

[1] روضات الجنات ج ٦ ص ١١٤.

ان کا انتقال (سنہ ۴۶۰ ہجری میں ہوا ہے ان کا کہنا ہے : کتاب الکافی ۳۰ کتابوں پر مشتمل ہے۔ [1]

اس توضیح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام طوسی کی موت کے بعد آئندہ چھ صدیوں کے دوران کتاب الکافی میں ۲۰ کتابوں کا اضافہ کیا گیا ہے بلکہ کتاب الکافی کے آٹھویں جزء کی صحت میں جو کتاب الروضہ کے نام سے موسوم ہے بعض علماء شیعہ کو شک ہے جیسا کہ کتاب روضات الجنات میں ج ٦، ص ١١٨ پر مذکور ہے۔

آیت اللہ تیجانی، جو کہ معاصر عالم ہیں کا کتاب الکافی کے بارے میں اظہار خیال ہے کہ ''اس میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں'' اگر چہ آیت اللہ تیجانی نے یہ بات کتاب الکافی کی دفاع میں کہی ہے مگر یہ ہمارے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

ان کا مقصد یہ ہے کہ کتاب الکافی میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنے میں ہم کو مجبور نہ کرو، ہم اگر چہ کتاب الکافی مذہبی اعتبار سے عظیم ہونے کے قائل ہیں اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک لائق تعظیم ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ہمیں اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لئے مجبور کریں کیونکہ ہمارے علماء کرام کا کہنا ہے کہ ''اصول الکافی میں ہزاروں احادیث'' من گھڑت ہیں۔

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اصول الکافی میں وارد احادیث کی تعداد (۳۷۸۲) ہے۔

امام تیجانی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ کتاب الکافی میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں۔ اس میزان پر رکھ کر اگر ہم کتاب الکافی کو پرکھیں تو ہمیں اس کتاب میں چند احادیث ہی لائق اعتناء ملیں گی یقینی طور پر اس سلسلہ میں پھر بھی کچھ کہا نہیں جا سکتا کیونکہ علمائے لغت کا کہنا ہے کہ جمع کا سب سے کم عدد ۳ ہوتا ہے امام تیجانی کتاب الکافی کا یہ کہنا کہ میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں تو لغت کی رو سے ہزاروں کا کم از کم تین ہزار پر اطلاق ہوگا

---

[1] الفهرست ص ١٦٥.

گویا کہ اصول الکافی سے تین ہزار موضوع احادیث نکل گئیں اس کے بعد اس میں (۷۸۳) احادیث باقی بچیں جن کو موضوع کی فہرست سے خارج سمجھا جائے گا لیکن کیا یہ باقی ماندہ احادیث صحیح ہیں؟؟ بلا شبہ ان میں بھی بعض صحیح ہوں گی اور بعض حسن درجہ کی ہوں گی اور بعض ضعیف ہوں گی۔

عظیم الشان کتاب کا یہ عالم ہے تو ان کی باقی کتابوں کا کیا حال ہوگا؟

امام طوسی کتاب تهذيب الأحكام کے مؤلف ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کتاب تهذيب الأحكام کتاب الکافی کے بعد شیعہ کی مقدس چار کتب میں دوسرے درجہ کی کتاب ہے۔

میری کتاب ''تہذیب الاحکام'' میں وارد احادیث کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہے۔''

اس وضاحت سے معلوم کہ امام طوسی کی کتاب پانچ ہزار سے زیادہ احادیث مشتمل ہے پانچ ہزار سے زیادہ کی صراحت میں کیا چھ ہزار تک ان کی تعداد پہنچ سکتی ہے؟ نہیں ایسا ہرگز ناممکن ہے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پانچ ہزار اور چھ ہزار کے درمیان ان کی تعداد ہوسکتی ہے یعنی ۵۵۰۰ سے لے کر ۵۹۰۰ تک ہوسکتی ہے مگر ۶۰۰۰ سے اوپر نہیں ہوسکتی لیکن معاصرین میں امام آغا برزک طہرانی کا کہنا ہے کہ

''کتاب التہذیب میں وارد احادیث کی تعداد ۱۳۹۵۰ تک پہنچتی ہے'' اس تضاد بیانی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کتاب مذکور میں امام طوسی کی وفات کے بعد قریب آٹھ ہزار احادیث کا اضافہ کیا جا چکا ہے۔ [1]

یہ شیعہ کی پہلی کتابوں کا تذکرہ تھا۔

اب ہم مؤخر الذکر چار کتابوں کا بھی جائزہ لیتے ہیں تا کہ شیعوں کی باقی ماندہ مستند مذہبی کتابوں کی حقیقت بھی ہمارے سامنے آشکارا ہو کر آ جائے۔

---

[1] الذريعه: ج ٤، ص ٥٠٤.

ان چار کتابوں میں سے پہلی کتاب گیارہویں صدی ہجری میں تالیف کی گئی ہے جس کو کتاب الحر العاملی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اسی ضمن میں کاشانی کی کتاب الفیض کا بھی تذکرہ آتا ہے اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں کتاب المجلسی معرض وجود میں آئی، اور چودھویں صدی ہجری میں النوری الطبرسی کی کتاب مستدرک الوسائل منصۂ شہود پر آئی۔ان کتابوں کی جمع وترتیب اور تالیف وتدوین کے عجیب وغریب قصے ہیں۔

المجلسی کا اپنی کتاب کی جمع وترتیب کے بارے میں کہنا ہے کہ الحمدللہ ہمارے پاس کتب اربعہ کے علاوہ ۲۰۰ کتابیں جمع ہوگئیں ہم نے انہیں کتابوں سے نقل کرکے اپنی کتاب البحار کی جمع وترتیب کا کام انجام دیا اور جو مواد ہم نے اس کتاب میں جمع کیا ہے وہ اس کتاب کے علاوہ کسی دوسری کتاب میں جمع نہیں کیا ہے۔ [1]

الوسائل کے مولف الحر العاملی کا کہنا ہے کہ میرے پاس کتب اربعہ کے علاوہ ۸۰ سے زیادہ کتابیں موجود ہیں۔ [2]

نوری الطبرسی کے بارے میں آغا بزرک طہرانی کا کہنا ہے مستدرک الوسائل کی تالیف کا باعث یہ ہے کہ بعض مستند کتابیں مؤلف کے ہاتھ لگ گئیں (شیعوں کی جوامع ومسانید میں جن کا تذکرہ تک نہ تھا) نے ان کتابوں کو بنیاد بنا کر یہ نئی کتاب ترتیب دے دی۔'' [3]

ہم شیعہ حضرات سے کہتے ہیں کہ خدارا! یہ کیسا اتفاق ہے کہ چودھویں صدی ہجری میں ان احادیث کی جمع وترتیب کی صورت میں انجام دیا جارہا ہے جس کا اس سے چودہ سوسال پہلے کسی کو خیال تک نہ آیا کہ ان کو کس سند کے ساتھ روایت کیا جائے؟ اتنا طویل عرصہ یہ برکت کے طور پر بلاسند ہی بیان کی جاتی رہیں اور بس کسی معروف شخص کی سنت ہی مضبوط ترین سند کا درجہ حاصل کرتی تھی شیعی سند یہ ہے:

---

1. اصول مذهب الشيعه ج۱، ص ۳۵۹.
2. الوسائل المقدمه ج ۱.
3. ملاحظہ ہو:الذريعه/ج ۲۱۔ ص ۷.

قال جعفر الصادق!قال العسکری! قال محمد الباقر! قال علی بن أبی طالب!! قال الحسین! قال موسیٰ! قال المنتظر! شیعہ مذہب میں سند یہ ہے اس بنیاد پر میسر آنے والی احادیث جانے کہاں سے آئی ہیں۔ ایسی اسناد اور احادیث سے بھرپور کتابوں کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ مذکورہ کتب ان کے نزدیک معتمد ترین کتابیں ہیں جب ان کی معتمد ترین اور مستند ترین کتابوں کا یہ عالم ہے جو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے اور فیصلہ کن جواب دیجیے کہ کیا اس قسم کی کتابوں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ اور ان کو مذہبی کتب سے موسوم کرنا ایک مسلمان کو زیب دیتا ہے؟۔

شیعہ کے علماء رجال:

شیعہ کے نزدیک علم رجال میں قدیم ترین کتاب رجال الکشی ہے مصنف کتاب چوتھی صدی ہجری میں وفات پا چکے ہیں مگر کسی کو صحیح طور پر ان کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہے۔

اس میں بیان کردہ معلومات تشنہ کام ہیں اس میں جو روایات ہیں ان کا آپس میں تضاد ہے نہ تو ان کی توثیق کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کے ذریعہ جرح وتعدیل کا کام کیا جاسکتا ہے اس میں فقط ۵۲۰ تراجم ہیں۔

اس کے بعد رجال النجاشی نامی کتاب کا نمبر آتا ہے یہ کتاب اس فن میں بڑی مختصر ہے۔

تیسرے نمبر پر طوسی کی کتاب ''کتاب الفہرست'' کا نام لیا جاتا ہے اس کتاب میں بلا جرح وتعدیل کے صرف مصنّفین کی فہرست گموانے پر اکتفاء کیا گیا ہے شاذ و نادر ہی کہیں جرح وتعدیل پائی جاتی ہے۔

شیعوں کے نزدیک علم رجال میں یہ قدیم مراجع تھے جن کو ذکر کر دیا گیا۔

سوال یہ ہے کہ جب شیعوں کے نزدیک علم رجال کا فقدان ہے تو وہ اسانید کا سہارا کیوں لیتے ہیں؟ اور جابجا اس کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں؟۔

اس کے جواب میں الحر العاملی کا کہنا ہے کہ شیعہ حضرات اسانید کا تذکرہ تبرک کے طور پر

کرتے ہیں اور وہ زبانی خطاب کے متصل انتساب کے لیے اس کو تکیہ بناتے ہیں کذاب، متروک اور مہتم وغیرہ ان کا تکیہ کلام ہے جس میں اتصال سند کو دخل نہیں ہے شیعہ اسانید کو بیان کیوں کرتے ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ عوام اہل سنت کے عار کا دفاع کیا جاسکے کیونکہ اہل سنت، اسناد کے نہ ہونے پر شیعہ کو عار دلاتے ہیں العاملی کا کہنا ہے کہ شیعہ نے دراصل اپنے دفاع کے لیے اسناد کا اضافہ کیا ہے کسی روایت کے آغاز میں، کسی کے اختتام پر کسی کذاب یا مجہول کی معلوم یا نامعلوم سند کسی بھی جگہ سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ پر رکھ دینے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

شیعہ کی جرح تعدیل:

امام کاشانی فرماتے ہیں۔

شیعوں کے نزدیک جرح وتعدیل کی شرائط کے بارے بڑے اختلافات تضادات اور شبہات پائے جاتے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہوسکتے اور نہ ہی اس مسئلہ میں اطمینان قلب نصیب ہوسکتا ہے ایک عالم سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔'' [1]

شیعہ کے نزدیک مشہورترین وہ سند ہے جس کا کلینی نے اپنی کتاب کافی میں یوں ذکر کیا ہے۔

”قال علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ عن عفیر حمار رسول الله کلم رسول الله فقال بابی انت وامی إن ابی حدثنی عن ابیه عن جده عن ابیه .“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عفیر گدھے نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہوتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان میرے باپ نے اپنے باپ کے واسطے سے اپنے دادا کے ذریعہ ان کے والد کے توسط سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سفینہ نوح میں حضرت علیہ السلام کے ساتھ تھے نوح علیہ السلام ان کے پاس آئے اور اس کے بچے کی پیٹھ پر ہاتھ

---

[1] الوافی مقدمہ ج۱، ص۱۱)

پھیرا اور کہا: اس گدھے کی ذریت میں ایک ایسا گدھا پیدا ہوگا سید المرسلین وخاتم النّبیین جس کی سواری کریں گے اور اللہ کا شکر اور اس کا بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف بخشا ہے۔ [1]

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ روایت گھڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی گئی ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی ان پر بہتان طرازی کی عظیم ترین جسارت کی گئی ہے کیونکہ ان کی زبان حق سے ایسے کلمات صادر ہونا ناممکن ہیں۔

ذرا اس دورغ گوئی کا تصور کیجئے کہ گدھوں سے روایت کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں بلکہ گدھے کے لئے سند در سند روایت گڑھ کر اس کی توثیق کے لئے کوشاں ہیں یہ کیسی حماقت ہے کہ گدھے کے واسطہ سے سند بنا کر یوں کہہ رہے ہیں حدثنی أبی عن أبیه عن جده عن أبیه گویا کہ گدھا اپنے دادا پردادا سے یہ روایت نقل کر رہا ہے کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ جانوروں میں سے ایک حقیر جانور کی سند بنا کر اس سے روایت کی جارہی ہے۔

اس کے بعد اس روایت کے معانی ومطالب پر بھی ذرا غور کیجئے گدھے کا یہ قول ملاحظہ فرمایئے کہ و مسح علی کفله یعنی گدھے کے بچے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اس روایت میں کفل کا لفظ آیا ہے اور وہ بھی گدھے کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ عربی زبان میں گدھے کے بچے کو کفل نہیں کہا جاتا ہے کفل کا لفظ تو مینڈھے اور بھیڑ کے بچے کے لئے استعمال ہوتا ہے یہیں سے اس روایت کا پول کھل کر سامنے آجاتا ہے مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے عقل مند را اشارہ کافی است۔

شیعہ کے نزدیک علم مصطلح کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔

شیعی عالم امام حائری کا قول ہے: یہ بات کسی شخص سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ہمارے شیعی علماء میں شہید ثانی سے قبل کسی نے بھی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی ہے یہ اہل سنت

---

[1] الکافی ج ۱، ص ۲۳۷.

والجماعت کا خاصہ ہے۔

یہ ایک شیعی عالم کا علم مصطلح سے شیعہ کی ناواقفیت کا کھلم کھلا اعتراف ہے کیونکہ علم مصطلح میں شیعہ کے یہاں شہید ثانی کے آنے سے پہلے کسی نے کوئی کام نہیں کیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ شہید ثانی شہید ثانی کون ہیں؟

دراصل زین الدین العاملی کو شہید ثانی کہا جاتا ہے جو دسویں صدی ہجری میں ہو گزرے ہیں ان کی وفات سنہ ۹۶۵ ہجری میں ہوئی۔

معلوم ہوا کہ شہید ثانی کے بعد شیعہ برادران کے یہاں علم مصطلح میں کام شروع ہوا اس کے بعد انہوں راویاں کو ثقہ ضعیف اور مجہول قرار دینا شروع کیا حالانکہ یہ محض افسانہ ہے اور خوساختہ تکلف بھی۔

شیعہ کے نزدیک بالا اتفاق) ایک شخص ثقہ تصور کیا جاتا ہے اس کا نام زرارہ بن اعین ہے۔

یہ متفقہ طور پر شیعوں کے نزدیک ثقہ راوی ہیں اس کی ذات میں دو رائے نہیں۔

زرارہ بن اعین کے بارے میں نجاشی رقم طراز ہیں کہ یہ اپنے زمانے میں ہمارے اصحاب کے شیخ ہیں ان کی شخصیت میں علم وفضل، دین وایمان کی صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ [1]

امام کشی کا کہنا ہے: لوگوں کی بڑی تعداد کا متقدمین کی دیانت داری اور صداقت پر اجماع ہے، ان میں زرارہ بھی شامل ہیں زرارہ بن اعین درایت وتفقہ میں سب سے آگے ہیں۔"

امام طوسی کی کتاب الفہرست کے حاشیہ پر تحریر ہے زرارۃ بن اعین کا شمار فقہ وحدیث اور معرفت کلام میں شیعوں کے اکابرین میں ہوتا ہے ان میں علم وفضل، دین وایمان والی ساری صفات جمع ہوگئی ہیں۔ [2]

شیعہ کا اس ایک شخص کے بارے میں یہ نظریہ ہے لیکن آیئے دیگر روایات کا مطالعہ کرتے ہیں جن سے زرارہ کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی:

---

[1] ملاحظہ ہو: رجال النجاشی ص ۱۲۵.

[2] الفہرست ص ۱۰۴.

حضرت یونس بن عبدالرحمٰن، شیخ ابن مستان کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زرارہ بن اعین کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ امام باقر پر رحم کرے البتہ امام جعفر کی بارے میں میرے دل میں خمیدگی ہے میں نے ابن مستان کی خدمت میں عرض کیا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوعبداللہ نے زرارہ کا پول کھول کر لوگوں کے سامنے رکھ دیا تھا۔ لہٰذا ازراہ انتقام زرارہ نے ایسی بات کہی ہے۔ ❶

حضرت علی بن ابی حمزہ نے ابوعبداللہ سے روایت کیا ہے میں نے آیت قرآن ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ﴾ پڑھی۔ ❷

حضرت ابوعبداللہ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ظُلم سے اپنی پناہ میں رکھے میں نے عرض کیا وہ کون سا ظلم ہے؟ جس کی آپ علیہ السلام بات کر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میری مراد یہ ہے کہ زرارہ اور ابوحنیفہ نے جو گل کھلائے ہیں ان کی شرانگیزی سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔'' ❸

حضرت ابوعبداللہ نے زرارہ بن اعین کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ کی قسم ابوزرارہ نے مجھ پر جھوٹ تھوپا ہے اللہ کی قسم زرارہ نے مجھ پر بہتان باندھا ہے، اللہ کی قسم زرارہ نے مجھ پر دروغ گوئی کی ہے زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو، زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو۔ ❹

حضرت ابوعبداللہ نے حضرت ابوبصیر رحمہ اللہ کو ارشاد فرمایا کہ زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو! اس نے اسلام میں سب سے زیادہ بدعات کو رواج دیا ہے۔'' ❺

---

❶ رجال الکشی/ص ١٣١.

❷ ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ﴾ اور یہ بات بدیہی ہے کہ (آیت کی ابتداء واؤ کے ساتھ نہیں ہے بلکہ: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ذریعہ آیت شروع ہوتی ہے لیکن شیعہ حضرات کے قرآن کریم کے ساتھ عدم اہتمام کی وجہ سے آیات قرآنیہ میں اس طرح کی بیشمار غلطیاں ہیں جن کے وہ مرتکب ہیں۔

❸ الکشی ص ١٣٣. ❹ الکشی ص ٣٣١. ❺ الکشی ص ١٣٤.

حضرت ابوعبداللہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ کتنے دنوں سے زرارہ سے تمہارا سابقہ نہیں پڑا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے انہیں کئی دنوں سے نہیں دیکھا ہے ابوعبداللہ نے جواب دیا: زرارہ کو دفع کرو اب ان کے بارے میں خیال تک نہ لانا حتیٰ کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرنا ازراہ تعجب عرض کیا زرارہ کے بارے میں آپ یہ فرما رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔ زرارہ یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ شر پسند ہے۔'' [1]

انتہائی تعجب خیز بات یہ ہے کہ شیعوں نے ان تمام روایات کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ساری کی ساری روایات امام صاحب نے زرارہ بن اعین کے بارے میں بطور تقیہ کہی ہیں

حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے یہ زرارہ بن اعین اور ابوحنیفہ کی شان میں گستاخی اور ایک جواز بھی ہے تاکہ علماء اہل سنت کو ہے تقیہ کے نام پر لعن وطعن کا نشانہ بنایا جا سکے شیعہ حضرات کبھی صرف حضرت زرارہ کو لعن وطعن کا نشانہ بناتے ہیں حتیٰ کہ کسی سوال کے بغیر ہی زرارہ کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں (لعن الله زراره، لعن الله زراره، لعن الله زراره)

اس شخص زرارہ کے متعلق آپ نے شیعہ کی معروف مذہبی کتابوں کی تضاد بیانی ملاحظہ فرمائی ہے۔

شیعہ کے نزدیک یہ ثقہ ترین راوی کی بات ہے میں نے اس پر بڑے اختصار کے ساتھ بحث کی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک کوئی بھی ایسا راوی نہیں ہے جس کے بارے میں ان کی کتابوں میں یہ تضاد بیانی موجود نہ ہو۔

مثلاً محمد بن سنان، عبداللہ بن سنان، جابر جعفی، ابونصیر، یزید بن معاویہ، محمد بن مسلم طائفی وغیرہ۔

---

[1] الکشی ص/۱۴۲.

یہ تمام شیعہ کے رواۃ ہیں لیکن جب آپ ان کی مرویات کی طرف رجوع کریں گے یا علم رجال میں ان کے کلام کا تتبع کریں گے تو آپ کو یہ تضاد ضرور نظر آئے گا کہ کہیں کسی کو ملعون کہا گیا ہے تو کہیں کسی کو ثقہ کے خطاب سے نوازا گیا ہے اور اگر کہیں کسی کو کافر کہہ کر پکارا گیا ہے تو اسی کو امام قرار دیا گیا ہے۔

حرمت متعہ میں روایت علی رضی اللہ عنہ:

شیعہ حضرات اس حدیث کے بارے میں بہت زیادہ حیراں وسرگرداں ہیں ہم گذشتہ صفحات پر اس کو بیان کر چکے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ شیعہ نے اس روایت کو حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ کی نسبت سے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم خیبر کو متعہ اور پالتو خچر کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔''

شیعہ حضرات اس حدیث کو کس احتمال سے موسوم کرتے ہیں ہم اس کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ یہ حدیث شیعہ حضرات کی کتاب الاستبصار، کتاب التہذیب، اور کتاب الوسائل میں مذکور ہے۔

الحر العاملی کا اس حدیث کے بارے میں خیال ہے کہ شیخ طوسی جیسے علماء نے اس حدیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بطور تقیہ کہی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟

شیعہ کہتے ہیں کہ متعہ کی اباحت کی غرض سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا کیونکہ متعہ کی اباحت مذہب امامیہ کی ضروریات میں سے ہے۔

شیعہ کہتے ہیں بس صرف اسی سبب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کا راستہ اختیار کیا ہے! کہ متعہ کی اباحت ضروریات مذہب میں سے ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول تقیہ پر محمول سمجھا جائے گا کیونکہ انہوں نے یہ حکم تقیہ کے طور صادر فرمایا ہے۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ بات کئی وجوہ کی بناء پر باطل ہے۔

اس کی سب سے پہلی وجہ بطلان یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بذات خود یہ فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ انہوں نے اس روایت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور کی ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو کیوں کر تقیہ کا نام دیا جاسکتا ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات پر بہتان تراشی ہے اس کی ممکنہ دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں یا تو یہ کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ علی رضی اللہ عنہ کی ذات سے بعید از قیاس ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ کو منسوب کر کے روایت کرنے کی تگ ودو کریں۔

لہٰذا یہ بات بھی عیاں ہوگئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت تقیہ سے خارج ہے کیونکہ یہ بات کیسے باور کی جاسکتی ہے کہ یہ کلام تقیہ ہو جبکہ علی رضی اللہ عنہ براہ راست اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر رہے ہیں یا پھر ہم یہ کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تقیہ فرمایا ہے لیکن ایسا غیر ممکن ہے۔

اس کی دوسری وجہ بطلان یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے حج تمتع کے سلسلہ میں اس کے خلاف رائے کا اظہار کیا ہے سوال یہ ہے کہ اس موقع پر انہوں نے تقیہ کا اعلان کیوں نہیں کیا؟ متعہ خیبر کے بارے میں شیعہ کے نزدیک ان کی روایت تقیہ پر محمول ہے مگر حج تمتع کے سلسلہ میں اس کے برخلاف کیوں ہے؟۔

اس کی تیسری وجہ بطلان یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام سے منسوب ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں متعہ روا رکھا اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی متعہ کے جواز کے قائل تھے یہ عبداللہ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کا موقف تھا۔

کیا یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہادر تھے؟ علی رضی اللہ عنہ تو مارے خوف کے تقیہ کا استعمال کریں اور یہ لوگ علی الاعلان اپنے اعتقاد کا اظہار کرتے پھریں یہ بیان بازی حضرت

علی رضی اللہ عنہ کی ذات کے ساتھ مذاق ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بزدل ثابت کرنے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذات کو مطعون کرنے کے مترادف ہے۔

اس کے بطلان کی چوتھی وجہ یہ ہے صحابہ کرام نے متعہ کی حرمت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو تو قبول کر لیا لیکن حج تمتع کے بارے میں ان کے قول کو ٹھکرا دیا؟

یہ ساری تفصیل اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعہ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کو تقیہ پر محمول نہیں کیا جا سکتا بلکہ انہوں یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے یہ حدیث صحت کے اعتبار سے متفق علیہ درجہ کی حدیث ہے امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اس کو روایت کیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے عقیدہ تقیہ کے بارے میں فرمایا ہے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً﴾ (آل عمران:۲۸) میں تقاۃ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم جھوٹ بولیں یعنی زبان سے کچھ کہیں اور دل میں کچھ اور ہو یہ تقیہ نہیں ہوا بلکہ یہ تو عین نفاق ہے۔اس سے مراد یہ ہے کہ مصلحت کے تحت جتنا اپنے بس میں ہو اس کام کو بحسن وخوبی سرانجام دیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

((من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه، فان لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الأيمان))

’’تم میں کوئی شخص اگر برائی دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اس کو روک کرے اور اگر وہ اسے ہاتھ سے نہ روک سکتا ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے بھی اس پر نکیر کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم از کم دل میں اسے برا سمجھے یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔‘‘

لہٰذا بندۂ مومن اگر کفار میں پھنس جائے اور اپنی کمزوری اور ناتوانی کی وجہ سے ان سے برسر پیکار نہ ہو سکتا ہو اور یہ ممکن ہو کہ زبان سے برائی کا تدارک کر سکے تو زبان سے اس کا تدارک

کرے اور اگر زبان سے بھی کچھ نہ کر سکے تو کم از کم دل سے اسے برا سمجھے لیکن یاد رہے کہ دروغ گوئی اور بہتان بازی کا سہارا لے اور نہ ہی نفاق سے کام لے کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ اور ہو بہر حال اس حالت میں بھی چاہے وہ دین کا اظہار کرے یا کتمان سے کام لے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کفار و مشرکین کو کلی طور پر قبول کر لے اور ان میں گھل مل جائے۔

بلکہ اس کو زوجہ فرعون کا طریقہ اپنانا چاہئے یعنی ان کے دین میں پورے طور پر گھلنے ملنے سے گریز کرے اور ان کے رسم و رواج اختیار کرنے سے احتیاط برتے اور نہ جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لے اور نہ منافقانہ انداز اختیار کرے یعنی زبان سے اس بات کا اظہار کرے جو دل میں موجود اعتقاد کے خلاف ہو بلکہ توریہ سے کام لیتے ہوئے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے۔

دین و ایمان کی پوشیدگی اور چیز ہے اور باطل کا اظہار دوسری چیز ہے اللہ تعالیٰ نے باطل کے اظہار کو ناجائز قرار دیا ہے البتہ مجبور شخص کو اللہ تعالیٰ نے مکرہ اور منافق کے درمیان فرق بھی واضح کر کے بتلا دیا ہے۔

لہٰذا جو کچھ نفس میں پوشیدہ ہے اس کا کتمان کرنا ان مواقع پر جائز ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے اظہار سے اسے معذور قرار دیا ہے لیکن جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو کفر بکنے کا عادی ہے اس کے لیے عذر کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ ہی اس کو اس کے لئے معذور قرار دیا گیا ہے لیکن بالفرض وہ مومن شخص جو اپنے دل میں ایمان کی چنگاری چھپائے ہو اور کفار و مشرکین کے درمیان پھنس جائے اور کفار و مشرکین کو اس کے ایمان کا علم نہ ہو اس پر لازم ہے کہ کفار و مشرکین کے ساتھ راست گوئی، دیانتداری، اور بھلائی کا رویہ اپنائے اگرچہ اس معاشرے کے لوگ اس کے دین کے موافق نہ ہوں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کے ساتھ کیا تھا اگرچہ اس معاشرے کے تمام لوگ کافر تھے۔ (منهاج السنة)

اب بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ائمہ اثنا عشر میں سے کسی نے متعہ کیا ہے؟۔

اس بارے میں علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اہل بیت علیہم السلام پر متعہ کا الزام

بے بنیاد ہے بلکہ ایسا کہنا اہل بیت کے اوپر بہتان باندھنا ہے اور ان کی ذات کے ساتھ افتراء بازی ہے کسی کتاب یا کسی مرجع میں یہ بات نہیں ہے کہ اہل بیت میں سے کسی نے متعہ کیا ہو اگر متعہ کیا ہوتا تو کم از کم اس عورت کی تحدید ہوتی کہ فلاں عورت سے اہل بیت میں سے فلاں شخص نے متعہ کیا ہے اور کسی شخص اور اہل بیت کی طرف نسبت کی گئی ہوتی جوان کی اولاد متعہ کہلاتی۔

یہاں ایک اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں بنی نہشل کی ایک عورت سے متعہ کیا تھا۔ ❶

یاد رہے کہ یہ اشکال شیخ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ کے کلام کے منافی نہیں ہے کیونکہ شیخ احسان الٰہی ظہیر رحمہ اللہ اس عورت کی تحدید کی نفی کر رہے ہیں جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعہ کیا تھا اگر ایسا ہے تو ذرا اس عورت کا نام بتلا دیجئے ہم مان جائیں گے کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں شیخ نے اہل بیت علیہم السلام کی ذات سے اس تہمت کے ازالہ کی کوشش کی ہے کس بنیاد پر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے متعہ کیا ہے اگر شیعہ اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہیں تو ذرا یہ بتائیں کہ متعہ کے ذریعہ اہل بیت کے نطفہ سے کسی اولاد کا تاریخ میں کوئی ذکر آتا ہے بلکہ حقیقی بات یہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کو متعہ کے نام تک سے نفرت تھی۔

چنانچہ علی بن یقطین رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے موسیٰ کاظم سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہاں تم اور کہاں متعہ؟ تم کو متعہ سے کیا سروکار جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے مستغنی کیا ہے۔ ❷

حضرت مفضل رحمہ اللہ سے مروی ہے میں نے ابو عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے متعہ کی چکر بازی چھوڑ دو متعہ کرنے والے کو شرم نہیں آتی کہ ایک غیر محرم کی شرم گاہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور

❶ مزید تفصیل کے لئے الوسائل ملاحظہ فرمائیں ۲۱/۱۰.

❷ خلاصة الأیجاز فی المتعة للمفید ص ۵۷، الوسائل ۱۴/۴۴۹، نوادر أحمد ص ۸۷ ح ۱۹۹، الکافی ج ۵ ص ۴۵۲.

اس کے ساتھ گذری ہوئی یادوں کے ہمراہ اپنے نیک وصالح دوستوں کے پاس حاضری رہتا ہے۔ ❶

حضرت عبداللہ بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابوعبداللہ سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا اپنے نفس کو اس کی آلودگی سے گدلا نہ کرو۔ ❷

حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت امام باقر کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کا عورتوں سے متعہ کرنے کے سلسلہ میں کیا خیال ہے؟ ابوجعفر نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے متعہ کو اپنی کتاب اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حلال قرار دیا ہے، اب متعہ قیامت تک کے لئے حلال ہے پھر ابوجعفر نے حضرت عبداللہ بن عمیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم کو یقین نہیں ہے تو ہم اس بات پر ملاعنہ کرنے کے لئے تیار ہیں کہ متعہ حلال ہے تو حضرت عبداللہ بن عمیر ان کے پاس آئے اور امام ابوجعفر علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے کہ کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تمہاری عورتیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری رشتہ کی لڑکیاں متعہ کرتی پھریں؟ ابوجعفر علیہ السلام نے ان کی طرف سے اپنا چہرہ پھیرلیا اور اپنی بات سے رجوع کیا جب انہوں نے ان کی عورتوں اور ان کی رشتہ دار لڑکیوں کا تذکرہ کرکے ان کو عار دلایا۔ ❸

امام باقر علیہ السلام کی اس روایت کی عدم صحت کی دلیل کے لئے صرف یہ بات کافی ہے کہ جس کو امام کے منصب کا اہل قرار دیا جاچکا وہ امت کی بہو بیٹیوں کے بارے میں ایسے مسئلہ کے جواز کا فتویٰ قطعاً نہیں دے گا جس کو اگر اس کی اپنی بہو بیٹیوں کے ساتھ انجام دینے کے لئے کہا جائے تو مارے شرم اور عار کے اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے کیونکہ اگر کوئی حکم شرعاً جائز ہے تو اس کے عموم میں امت کی اشرف ترین لڑکیوں کے لئے وہی حکم ہے جو امت کی ادنیٰ سے

---

❶ الكافي ٥/٤٥٣، البحار ١٠٠، ١٠٣، ٣١١، الوسائل ١٤/٤٥٠، المستدرك ١٤/٤٥٥.

❷ مستدرك الوسائل ج ١٤ ص ٤٥٥.

❸ مستدرك الوسائل ج ١٤ ص ٤٤٩.

ادنیٰ لڑکیوں کے لئے ہے اہل سنت والجماعت نے جن واسطوں سے روایت کر کے مسئلہ متعہ کی وضاحت کی ہے انہی طرق روایت کو شیعوں نے متعہ کے جواز میں اختیار کیا ہے۔

ایک حدیث حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی جو کیا آٹے کے بدلے متعہ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں متعہ کرنے سے منع فرمادیا۔(رواہ مسلم)

ایک دوسری حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں متعہ کیا تھا پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ممانعت کا اعلان کردیا تو ہم نے اس کے بعد دوبارہ کبھی متعہ نہیں کیا۔[رواہ مسلم]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے شیعہ حضرات استدلال کرتے ہوئے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں متعہ کیا اس دور میں قرآن کریم کا نزول جاری تھا لیکن بعد میں ایک شخص نے اپنی رائے سے جو موزوں سمجھا وہ کہا مراد یہ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے متعہ کی حرمت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔

یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے۔

لیکن ہمارا کہنا ہے کہ جہاں تک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی احادیث کا معاملہ ہے تو ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کررہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مباح قرار دیا تھا اسی بات کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اثبات کیا ہے لیکن یہ بھی ایک بدیہی حقیقت جس میں دو رائے نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد متعہ کی حرمت کا حکم صادر فرمادیا تھا مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو متعہ کی حرمت کے حکم کا علم نہ ہوسکا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ بات ناممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر کسی بات کا حکم دیں یا کسی کام سے روکیں تو اس موقع پر تمام صحابہ کرام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمع کرلیں اور جب تمام کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جمع ہوجائیں تب اس کی حلت یا حرمت کا حکم صادر فرمائیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرین

کو پیغام پہنچا دیا کرتے تھے اور حاضرین غائب لوگوں تک اس کی رسائی کر دیا کرتے تھے۔

چنانچہ یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ اس نہی کا صدور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ہوا ہے ان تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطاب پہنچ نہیں سکا جس کی وجہ سے وہ اسے حلال ہی سمجھتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان ترجمان حق سے ان کو اس بات کا پتہ چل گیا تب جاکر وہ اس کی حرمت کے قائل ہو گئے۔

جہاں تک عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے شیعہ نے اس بارے میں لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے کیونکہ ان سے مروی حدیث حج تمتع کے بارے میں ہے جب کہ متعہ نساء سے اس کا دور کا تعلق نہیں ہے اور جو شخص حدیث کے مختلف طرق کی چھان بین کرے گا اس کو اس بات کا پتہ چل جائے گا۔

یہی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ عمرہ ادا کیا اس وقت تک متعہ کی ناسخ آیت کا نزول نہیں ہوا تھا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی ممانعت کا حکم صادر فرمایا تھا حتیٰ کہ اسی حال میں واپسی ہوگئی اب اس کے بعد جو جس کے جی میں آئے وہ اس کا اظہار خیال کرتا ہے۔ [1]

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا مگر حج تمتع کی حرمت کی بابت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہیں کہا اور نہ قرآن میں اس کی حرمت کے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ایک شخص نے اپنی رائے سے اس بارے میں حکم صادر فرمایا ہے مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حرمت کا حکم صادر فرمایا۔

یہاں پر بھی کلام تمتع حج کے بارے میں ہے متعہ نساء کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو تمام ائمہ کرام نے کتاب الحج میں نقل کیا ہے

1 هذافي صحيح مسلم.

اور فقہاء میں سے کسی نے بھی اسے کتاب النکاح میں نقل نہیں کیا ہے۔

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ نکاح شرعی جس کو اصلاً نکاح صحیح سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ نکاح ہے جس کو عورتوں کے ولی انجام دیں کیونکہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ہے۔

شارع حکیم نے اس بارے میں بڑی سختی کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ ہر وہ نکاح جو ولی کے بغیر منعقد کیا جائے باطل ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں اس نکاح کے بطلان کو شارع حکیم نے تین بار تاکیداً دہرایا ہے جس حدیث میں اس کے بطلان کا حکم وارد ہوا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ (ایما أمرأة نکحت نفسها بغیراذن ولیها فنکاحها باطل، فنکاحها باطل، فنکاحها باطل

اس بعد ہمیں یہ بات بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ نکاح جو شرعا جائز ہے اور شریعت جس کو صحیح قرار دیتی ہے شارع حکیم نے اس میں گواہوں کی موجودگی کو بھی شرط قرار دیا ہے جیسا کہ بعض احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

نیز وہ نکاح جو شرعا درست ہو اس سے وراثت ثابت ہوتی ہے وہ نسب کے ثبوت کا ذریعہ ہے اور اس میں طلاق اور عدت کا بھی امکان موجود ہوتا ہے۔

اس حقیقت کے بعد تو ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ متعہ کو نکاح شرعی کا نام نہیں دیا جاسکتا بلکہ اس کو رخصت مسافر کے لئے جائز قرار دیا گیا تھا (اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے) پھر اس کے بعد اس حدیث کی صحت پر کسی کو اختلاف نہیں ہے جس سے متعہ کی قیامت تک کے لئے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد اور کوئی بات کرنے ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس کے تعارض میں مستند دلائل کا ثبوت پایا جاتا ہے جہاں تک ان من گھڑت باتوں کا تعلق ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے متعہ کیا ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان بعض صحابہ کرام تک حرمت کا حکم نہ

پہنچ سکا ہو اور وہ پہلے حکم کی بنیاد پر متعہ کو اس وقت تک جائز سمجھتے رہے ہوں جب تک انہیں اس کی حرمت کا حکم نہ پہنچ سکا ہو اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صراحت کے ساتھ متعہ کی حرمت کا اعلان کر دیا اور اس حکم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر کے متعہ کو جرم قرار دے دیا تھا انہوں نے یہ کام اس وقت کیا جب ان کو اس بات کی خبر پہنچی کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ابھی تک متعہ کے قائل ہیں۔

ہمارے لئے اس مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال حجت ہیں نہ کہ لوگوں میں سے بعض افراد کے افعال واعمال یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعہ کی حرمت ثابت ہے اس لئے ہمارے نزدیک متعہ حرام ہے۔

علاوہ زیں تمام مسلمانوں کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے شیعہ کے علاوہ اور کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے شیعہ کا عالم یہ ہے کہ انہیں اپنے قول وفعل کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی اپنے اقوال کے دفاع کی ضرورت انہوں نے کبھی محسوس کی ہے کیونکہ وہ لوگ اس اعتقاد پر قائم ہیں جو کتاب وسنت کے بالکل خلاف ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابتداء میں اس بارے میں رخصت تھی لیکن تمام روئے زمین پر کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اس کے جواز کا قائل ہو۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں متعہ کی حرمت پر علماء کا اجماع ہے مگر شیعہ لوگ اس کی حلت کے قائل ہیں ان کے علاوہ اور کوئی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔

امام خطابی فرماتے ہیں متعہ کی حرمت اجماع کی طرح ایک مسلمہ حقیقت ہے البتہ بعض شیعہ حضرات اس کی حلت کے قائل ہیں۔ [1]

قرآن کا سنت سے نسخ؟

شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کو رسول اللہ کی حدیث منسوخ نہیں

[1] السیل الجرارج ۲ ص ۲٦۷.

کر سکتی ہے۔ لیکن ہم عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ کا متعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے لہٰذا اس کو منسوخ کہنا درست ہی نہیں ہے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''متعہ کی اباحت سنت سے ثابت ہوئی اور متعہ منسوخ بھی سنت ہی سے ہوا قرآن کی آیت کا متعہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔''

جہاں تک شیعہ کا یہ اشکال ہے کہ تحریم متعہ کی احادیث کا آپس میں ٹکراؤ ہے۔

اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: ''حرمت متعہ سے متعلقہ تمام روایات معلول ہیں ماسوائے ایک روایت کے، اس صحیح روایت کا تعلق فتح مکہ سے ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ تمام کی تمام روایات جو متعہ کی حرمت میں وارد ہوئی ہیں چاہے وہ حدیبیہ کے وقت کی ہوں یا حجۃ الوداع کے بارے کی ہوں یا غزوۂ تبوک کے موقعہ کی ہوں ضعیف ہیں ان میں سے ایک روایت بھی درست نہیں ہے ہاں جو روایت عام اوطاس کے بارے میں ہے اور عام اوطاس ہی عام فتح مکہ ہے۔

امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں حرمت متعہ کی روایات میں سے کوئی بھی کلام سے خالی نہیں ہے البتہ غزوۂ فتح مکہ کی روایت درست ہے اور جہاں تک غزوۂ خیبر والی روایت کا تعلق ہے جس میں پالتو خچر کی حرمت کا بیان ہے اس میں متعہ کی حرمت کا بیان نہیں ہے سفیان بن عیینہ کی روایت سے یہی پتہ چلتا ہے۔

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ اور پالتو خچر کے گوشت سے عام خیبر میں منع فرمایا تھا دراصل یہ روایت بالمعنی ہے کیونکہ

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے ضبط فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام خیبر میں پالتو خچر کے گوشت سے اور متعہ سے بھی منع فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کا عام خیبر سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ متعہ کی ممانعت کسی

اور موقع پر وارد ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''جہاں تک عام اوطاس روایت کا معاملہ ہے تو عام اوطاس ہی عام فتح کہلاتا ہے لہٰذا عام اوطاس اور عام فتح میں کوئی فرق نہیں ہے اور جہاں تک عمرۃ القضاء والی روایت کا معاملہ ہے تو یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطہ سے مرسل ہے۔ا،ھ۔ بمعناہ.

میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ تبوک والی روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ یہ مومن بن اسماعیل کے واسطے سے عکرمہ سے مروی ہے اور یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ شیعہ جس اضطراب اور ٹکراؤ کا دعویٰ کررہے ہیں اس کا وجود تک نہیں ہے گویا کہ ان کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔

اور متعہ کے سلسلہ میں یہ کہنا کہ پہلے اس کو حرام قرار دیا گیا پھر اس کی حلت کا حکم آیا یا اس کو پہلے تو حلال قرار دیا گیا پھر اس کے عدم جواز کا حکم نازل ہوا اس کے بعد پھر اس کی حلت کا حکم نازل ہوا اور اس کے بعد پھر اس کو حرام قرار دے دیا گیا تو اس بارے میں ہمارا جواب وہی ہی ہے جو امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ماسوائے متعہ کے میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کسی چیز کو حلال قرار دیا گیا ہو پھر اس کی حرمت ہوگئی ہو اس کے بعد پھر اس کی حلت کا حکم نازل ہوا ہو اور اس کے بعد پھر اسے حرام قرار دیدیا گیا ہو البتہ متعہ کے بارے میں ایسا ہوا ہے اس میں پریشانی اور الجھن کیا بات ہے؟ کیا اس کے بعد اس کی حرمت پر اجماع قرار نہیں پایا؟ لہٰذا یہ اجماع ہی ان تمام اشکالات کو دور کرنے کے لئے بطور دلیل کافی ہے۔

شیعہ کا یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے سراسر دروغ گوئی اور بہتان تراشی ہے کیونکہ گذشتہ صفحات پر ان آیات اور احادیث کا ذکر کیا جا چکا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ متعہ کی حرمت کتاب اللہ سنت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مول کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی نہی کی بنیاد پر متعہ کی حرمت کا اعلان کیا گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی حیثیت محض ایک مبلغ کی ہی ہے نہ کہ شارع کی کیونکہ، امت اسلامیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو کبھی بھی شریعت ساز کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا بلکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کی حیثیت رسول ﷺ کی تعلیمات کو امت تک پہنچانے کے لئے مبلغ وداعی کی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ہرگز ہرگز شارع قرار نہیں دیا جاسکتا۔

شیعہ کے نزدیک متعہ کی فضیلت:

اب ہم ان روایات کا تذکرہ کریں گے جو شیعہ کے یہاں متعہ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔

حضرت صالح بن عقبہ اپنے والد عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا متعہ کرنے کا کوئی اجر وثواب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر متعہ سے اللہ کی خوشنودی اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلاف ورزی مقصود ہے تو اگر وہ عورت سے محض چھیڑ چھاڑ بات ہی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس اقدام پر ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر وہ اس سے قریب ہوتا ہے اور چھیڑ خوانی بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے جب اس سے فارغ ہو کر غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر اس بال کے بدلے جس پر سے غسل کا پانی گذرتا ہے مغفرت سے نوازتا چلا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا جسم کے بالوں کے عدد کے برابر؟ ابو جعفر علیہ السلام نے جواب دیا ہاں۔ [1]

نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہے ''اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے کہ میں نے متعہ کرانے والوں کو بخش دیا ہے۔'' [2]

حضرت محمد بن مسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم نے متعہ کر لیا؟ میں نے کہا نہیں تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہ

---

[1] مستدرك الوسائل ج ١٤ ص ٤٥٢.
[2] مستدرك الوسائل ج ١٤ ص ٤٥٢.

ہونا جب تک اس سنت (مراد متعہ کی سنت) کو زندہ نہ کرلو۔ 1

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے: ”کوئی شخص جب کسی عورت سے متعہ کرتا ہے اور غسل جنابت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پانی کے ہر قطرے سے (۷۰) فرشتے پیدا فرما دیتا ہے اس کے لئے قیامت تک دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں“ یہ خود ساختہ روایات متعہ کی فضیلت پر ہیں ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جو متعہ نہیں کرتا وہ شیعہ کے نزدیک معلعون و مطعون ہے۔

دراصل شیعہ نے متعہ کی روایت کو رسول اللہ سے منسوب کر کے معاذ اللہ یہ اتہام بازی کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے متعہ کیا ہے۔

چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا: ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ (التحریم:۳) سے کیا مراد ہے تو انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک آزاد عورت سے بطور متعہ عقد نکاح کیا، ازواج مطہرات میں سے کسی کو اس بات کی بھنک لگ گئی انہوں نے نبی کریم ﷺ پر زنا کی تہمت لگا دی آپ ﷺ نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ میرے لئے حلال ہے) یہ عارضی نکاح کے طور پر میری عصمت میں ہے اور اپنی بیوی کو حکم دیا کہ اس بات کو صیغۂ راز میں رکھیں لیکن اس عورت نے اس راز کو فاش کر دیا۔ 2

حضرت امام صادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا: ”میرے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ ہے کہ کوئی شخص دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ اس کے ذمہ رسول اللہ ﷺ کی خصلت کا تقاضا باقی رہ جائے۔“ 3

ہاشمی عورت سے متعہ:

رسول اللہ کا خاندان ہاشمی ہے جو قابل احترام ہے لیکن شیعہ کے نزدیک اہل بیت کا

1 وسائل الشیعہ ج ۲۱، ص ۱۵.
2 الوسائل ج ۲۱، ص ۱۰.
3 المستدرك ج ٤، ص ٤٥١.

اکرام کیا ہے؟ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے: ''ہاشمی عورت سے متعہ کیا جائے۔'' (1)

مجوسی عورت سے متعہ:

جہاں تک مجوسی عورت کے ساتھ متعہ کا تعلق ہے تو شیعوں کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا مجوسی عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (2)

رہی سہی کسر اس فتویٰ سے پوری ہوگئی کہ شیر خوار بچی سے بھی متعہ جائز ہے۔

خمینی کا کہنا ہے نکاح خواہ دائمی ہو یا وقتی ہر دو صورت میں نو سال سے کم لڑکی سے ہم بستری جائز نہیں ہے البتہ شہوت کے ساتھ چھوکر، اسے گلے سے چمٹا کر یا ران ذریعہ شہوانی ہوس پوری کرنا جائز ہے۔ اگرچہ وہ شیر خوار بچی ہی کیوں نہ ہو۔ (3)

تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس کو لوگ امام کہتے ہیں۔ اس کتاب کہ بیروت کے ادارہ صراط مستقیم نے شائع کیا ہے۔

شادی شدہ عورت سے متعہ:

حضرت ابان بن تغلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ فرض کیجئے کہ میرا کسی راستے سے گذر ہو رہا ہو اور جاذب نظر عورت میری نگاہوں کے سامنے آجائے اور مجھے اس بات کا اندازہ نہ ہو سکے کہ وہ شادی شدہ ہے یا طوائف عورت ہے میں کیا کروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تم اس عورت کی بات کی تصدیق کرو اور بس!'' (4)

حضرت میسر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا: اگر جنگل میں میری کسی عورت سے ملاقات ہو اور میں اس سے سوال کروں کہ کیا تو شادی شدہ ہے اور وہ

---

(1) التهذيب ج ٧ ص ٢٧٠، الوسائل ج ٢١ ص ٧٣.

(2) الوسائلج ٢١، ص ٣٨، التهذيب ج ٧، ص ٢٥٦.

(3) تحرير الوسيله ميں ٢ /٢٤١.

(4) الكافى ٥/٤٦٢.

اس کے جواب میں کہے نہیں میں شادی شدہ نہیں ہوں کیا میں اس عورت سے زواج متعہ کر سکتا ہوں ابوعبداللہ علیہ السلام نے جواب دیا کیوں نہیں! اس کی بات کی تصدیق کی جائے گی۔ ❶

ہمارا سوال ہے کہ راویان حدیث میں سے کذاب اور وضاع جنہوں نے کتب کی جمع و تدوین کا کام کیا حتی کہ زرارہ بن اعین کذاب کہا جا سکتا ہے تو ایک مجہول عورت کی بات کی کس بنا پر تصدیق کی جا سکتی ہے۔

حضرت فضل جو محمد بن راشد کے مولیٰ ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا مجھے خدشہ ہوا کہ ہو نہ ہو اس عورت کا شوہر موجود ہے میں نے اس عورت کے بارے میں چھان بین شروع کر دی آخر کار پتہ یہ چلا کہ اس عورت کا شوہر موجود ہے تو ابوعبداللہ علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا: تم نے اس عورت کے بارے میں چھان بین کیوں کی؟ سبحان اللہ! ❷

اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ یہ دروغ گوئی ہے اس بات کے جھوٹے ہونے کی بین دلیل یہ ہے کہ امام علیہ السلام بجائے اس کے کہ اس شخص سے یہ کہیں کہ اس شادی شدہ عورت کو چھوڑ دو اور دوسری غیر شادی شدہ عورت کو ڈھونڈھو اور شادی کرو وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے اس عورت کے بارے میں چھان بین ہی کیوں کی؟۔

زنا کار عورت سے متعہ:

حضرت حسن بن حریز فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو زنا کار ہے کیا میں اس سے نکاح متعہ کر سکتا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا تم نے اس کو زنا کرتے دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں میں نے اس کو زنا کرتے تو نہیں دیکھا لیکن اس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت سے اس شرط پر متعہ کرو کہ تم اس کو چھوڑ دو گے اور اس کو اپنے گھر نہیں آنے دو گے۔ ❸

❶ الكافى ٥/٤٦٢. ❷ التهذيب ٧/ ٢٥٣ الوسائلز جزء ٢١/٣١.
❸ مستدرك الوسائل ١٤/٤٥٨.

حضرت اسحاق بن جریر فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوفہ میں میرے نزدیک ایک عورت زنا کاری میں معروف ہے کیا مجھے زیب دیتا ہے کہ میں اس سے متعہ کروں تو انہوں نے جواب دیا: کیا اس نے علم بلند کر کے اس کا اعلان تو نہیں کر دیا ہے راوی کہتے ہیں میں نے کہا نہیں! اگر اس نے علم بلند کر کے اپنے پیشہ ور ہونے کا اعلان کر دیا ہوتا تو حاکم وقت کی گرفت میں آ جاتی ابوعبداللہ علیہ السلام نے جواب دیا: اس عورت سے متعہ کیا جا سکتا ہے راوی کہتے ہیں میں اس کے آقا سے ملا اور پوچھا؟ ابوعبداللہ علیہ السلام نے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا کہ! ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہم کو یہ جواب دیا کہ اگر وہ جھنڈا لہرا کر اعلان کر دیتی تو اس سے متعہ کا امکان ختم ہو جاتا لیکن اس حالت میں اس سے متعہ کرنا اس کو حرام کاری کے دلدل سے نکال کر حلال کاری کے سایہ میں پناہ دینے کے مترادف ہے۔ [1]

یہ زانیہ کے ساتھ متعہ کرنے کے مسئلہ کی وضاحت تھی لیکن اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر تدبر و تفکر کریں۔

﴿الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرِّمَ ذَٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور:٣)

''زانی مرد زانیہ یا مشرکہ عورت کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتا اور زنا کار عورت بھی زانی یا مشرک مرد کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے۔''

جہاں تک باکرہ سے متعہ کا تعلق ہے تو بعض لوگوں کا زبانی دعویٰ ہے کہ ایسا غیر ممکن ہے لیکن میں نے بعض لوگوں سے یہ بات زبانی سن رکھی ہے اور کسی کتاب میں اس کو لکھا ہوا نہیں پایا جبکہ بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ متعہ صرف اور صرف ثیبہ اور مطلقہ عورت سے ہو سکتا ہے باکرہ سے متعہ نہیں ہو سکتا گویا شیعہ کے نزدیک بیوائیں اور مطلقہ عورتیں متعہ کے لئے خاص ہیں۔

---

[1] التهذيب ٦/٤٨٥، الوسائل ٢١/ ٢٩.

میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے کیونکہ روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ شیعہ حضرات جس عورت سے چاہتے ہیں متعہ کرتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک باکرہ سے متعہ جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ باکرہ سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ باکرہ ہے تاکہ اس کے گھر والے موردالزام نہ ٹھہرائے جاسکیں۔ ❶

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام روایات من گھڑت ہیں۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص باکرہ سے متعہ کرسکتا ہے تو انہوں نے جواب دیا باکرہ سے اس وقت تک متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ باکرہ ہے۔ ❷

ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے ’’اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ باکرہ اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر نکاح متعہ کرلے۔‘‘ ❸

ایک مرتبہ ابوعبداللہ علیہ السلام سے دوشیزاؤں سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ علیہ السلام نے جواب دیا انہیں آخر کس لئے بنایا گیا ہے؟ ❹

جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ باکرہ دوشیزہ سے متعہ کیا جاسکتا ہے؟ تو فرمایا کہ کیوں نہیں الا یہ کہ اسے بچی کے حکم میں گردانا جاتا ہو مراد یہ ہے کہ اگر بہت کمسن ہے یا نابالغ ہے تو اس سے متعہ جائز نہیں ہے‘‘ راوی کہتے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ کس لڑکی کو کمسن نہیں گردانا جائے گا تو اس کے جواب میں فرمایا کہ چھ سات سالہ کو۔ راوی کو شک ہوگیا کہتے ہیں نہیں بلکہ ۹ سال کی بچی کمسن نہیں کہلائے گی اس سے متعہ

---

❶ الکافی ٥/ ٤٦٢.

❷ الکافی للکلینی ٥/٤ ٣٦.

❸ مستدرك الوسائل١٤/ ٤٥٩.

❹ من لایحضره الفقیه ٣/٢٩٧.

جائز ہے۔ ❶

شیخ عاملی کا قول ہے: نو سالہ لڑکی کو عموماً لوگ بچی نہیں گردانتے ایسی لڑکی سے متعہ جائز ہے ہاں اگر اس کے عقل میں فتور ہو تو یہ اور بات ہے۔ ❷

محمد بن مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبداللہ عَلَیْہِ السَّلَام سے بچی کے بارے میں دریافت کیا: کیا آدمی اس سے متعہ کرسکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اِلّا یہ کہ وہ اتنی کم سن ہو کہ اس کو شعور تک نہ ہو میں نے ان سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے! کتنی عمر تک کی بچی کو سمجھا جائے کہ یہ شعور سے بہرہ ور ہے فرمایا کہ دس سال کی لڑکی کو سمجھا جائے گا کہ یہ سمجھ بوجھ کے قابل ہوگئی ہے۔ ❸

مدت متعہ کی حد بندی:

حضرت زرارۃ سے مروی ہے: میں نے امام عَلَیْہِ السَّلَام سے عرض کیا کہ کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عورت سے ایک دو گھنٹے کے لئے متعہ کرے؟ فرمایا: گھنٹے دو گھنٹے یا گھڑی دو گھڑی کی تحدید میں اشکالات کا امکان ہے مگر ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ہم بستری یا ایک دن یا دو دن کی شرط پر نکاح متعہ منعقد ہوسکتا ہے۔ ❹

حضرت ابوالحسن عَلَیْہِ السَّلَام سے پوچھا گیا کہ عقد متعہ کے لئے کم سے کم کتنی مدت کی تحدید ہے؟ کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ ایک مرتبہ ہم بستری کی شرط پر متعہ کرے انہوں نے جواب دیا: ہاں ایسا جائز ہے۔ ❺

ابو عبداللہ عَلَیْہِ السَّلَام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک مرتبہ جماع کرنے کی شرط لگا کر متعہ کرتا ہے آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے جواب ارشاد فرمایا کہ جب وہ اپنی خواہش پوری کر چکے تو وہ اپنے چہرے کو گھمالے اور اس عورت کی طرف پلٹ کر نہ دیکھے۔ ❻

---

❶ الوسائل ۲۱/۳۶.
❷ الوسائل ۲۱/۳۶.
❸ الوسائل ۲۱/۳۶.
❹ الکافی ۵/۴۵۹.
❺ الکافی ۵/۴٦.
❻ الکافی ۵/٤٦٠.

عدم جماع کی شرط پر متعہ:

اگر کوئی شخص اس شرط پر متعہ کرے وہ اس سے تلذذ حاصل کرے گا مگر جماع سے گریز کرے گا تو کیا ایسا نکاح جائز ہوگا یا نہیں اس بارے میں شیعہ کے دلائل کا مطالعہ کریں۔

حضرت عمار بن مروان فرماتے ہیں میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کسی عورت کے پاس نکاح متعہ کا پیغام لے کر گیا اور اس سے شادی کی درخواست کی۔ اس عورت نے کہا کہ میں تم سے اس شرط پر متعہ کرنے کے لئے تیار ہوں کہ تم مجھے دیکھ کر یا مجھے چھو کر یا بوسہ وغیرہ لے کر تلذذ حاصل کرو تو میں تیار ہوں کیونکہ میں بدنامی نہیں چاہتی امام صاحب نے جواب دیا اس کے لئے وہی ہے جو اس نے شرط میں کہا ہے۔ [1]

اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اس قسم کی شرط نکاح شرعی کے منافی ہے کیونکہ اگر وہ عورت جس سے متعہ کیا گیا ہے غائب رہتی ہے تو اس کے لئے مقرر اجرت میں سے اتنے دن کی اجرت کاٹ لی جائے گی جتنے دن وہ غائب رہی ہے۔

حضرت عمر بن حنظلہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوچھا: اگر میں کسی عورت سے ایک ماہ کے لئے شادی کروں مگر مجھے خطرہ لاحق ہو کہ وہ غائب رہا کرے گی تو اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا: اس کو اپنے پاس جتنا رکھ سکتے ہو اس کو روکے رکھو اگر وہ اس کے باوجود غائب رہتی ہے تو وہ جتنی مدت غائب رہے اس کے بقدر تم اس سے معاوضہ وصول کرو۔

جبکہ نکاح شرعی میں عقد صحیح کے بعد مجرد خلوت صحیحہ ہوتے ہی عورت کامل مہر کی مستحق قرار پا جاتی ہے شیعہ حضرات کے یہاں اگر عورت چند دنوں کے لئے کسی ضرورت سے کہیں چلی جائے تو نکاح متعہ میں وہ جتنی مدت غائب رہی اس کے بقدر اس کے مہر میں سے کٹوتی کر لی جائے گی۔

---

[1] الکافی ٥/٤٦٧.

حضرت اسحاق بن عمار رحمہ اللہ سے فرماتے ہیں: میں نے ابوالحسن علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا: جو کسی عورت سے اس شرط پر متعہ کرتا ہے کہ وہ عورت ہر روز اس کے پاس آئے گی لیکن وہ عورت حاضر نہ ہو تو کیا جتنے دن وہ نہیں آئی ہے اتنے دنوں کی اجرت کاٹ لی جائے گی اور اس کے مہر میں سے اسے کم کر دیا جائے گا امام صاحب نے جواب دیا! ہاں ایسا ہی کیا جائے گا دیکھا جائے گا کہ اس نے مشروط شدہ مدت میں کتنے دن ناغے کئے ہیں؟ لہٰذا اتنے دنوں کی اجرت جتنے دنوں اس نے وعدہ پورا نہیں کیا ہے اس کے مہر سے کاٹ کر اس کا حساب بے باک کر دیا جائے گا اِلا یہ کہ ایام ماہواری کو اس میں شامل نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ ایام ماہواری اس عورت کا شرعی حق ہے۔ ❶

متعہ اور نکاح شرعی میں فرق:

ہم چاہتے ہیں کہ نکاح شرعی اور متعہ کے درمیان فروق کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے تا کہ قارئین کرام کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جائے کہ متعہ اور نکاح شرعی میں کیا فرق ہے تا کہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ متعہ اور نکاح شرعی ایک ہی چیز ہیں لہذا اس التباس کو دور کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا موازنہ کر کے قارئین کرام کو آگاہ کر دیا جائے۔

(۱)......نکاح شرعی میں ولی کا ہونا شرط ہے۔ جبکہ نکاح متعہ میں ولی کا ہونا شرط نہیں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں چار عورتوں والا اجنبی عورتوں سے چاہے بغیر ولی کے شادی کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ❷

(۲)...... نکاح شرعی میں گواہوں کا ہونا ضروری ہے مگر نکاح متعہ میں گواہوں کا ہونا شرط نہیں ہے بغیر گواہوں کے نکاح متعہ منعقد ہو جاتا ہے۔

(۳)......نکاح شرعی کا اصل مقصد ایک صالح خاندان کی ڈال بیل ڈالنا ہے اور متعہ کی اصل غایت شہوت رانی اور جنسی پرستی ہے۔

---

❶ الکافی ٥/٤٦١. ❷ الوسائل ٢١/٦٤.

(۴)......نکاح صحیح شرعاً مسلمان اور کتابیہ عورت سے ہوسکتا ہے جب کہ نکاح متعہ کسی بھی عورت سے کیا جاسکتا ہے، خواہ وہ مجوسیہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۵)...... نکاح شرعی انسان کی پاک دامنی کا ذریعہ ہے متعہ سے پاک دامنی دامنی حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ شناسائی اور آشنائی ہے۔

ابوابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کسی کے پاس عقد متعہ کے ذریعہ حاصل شدہ عورت ہے تو کیا اس کو پاک دامن گردانا جائے گا انہوں نے جواب دیا نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ کسی شرط کی وجہ سے اس کے عقد میں ہے جب تک عقد قائم ہے وہ اس کی ملکیت ہے۔

(۶)...... نکاح شرعی کی بنیاد پر عورت کا شوہر اس کے ساتھ سفر کرسکتا ہے عقد متعہ میں اس کا مالک اپنی مملوکہ کو کہیں سفر پر نہیں لے جاسکتا۔

حضرت معمر بن خلاد فرماتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آدمی عورت کو اپنے ساتھ لے کر کسی دوسرے ملک سفر کرسکتا ہے انہوں کے جواب دیا: کہ نکاح متعہ کے علاوہ دوسرے نکاح کے ذریعہ کرسکتا ہے مگر نکاح متعہ میں اس کی اجازت نہیں ہے۔ [1]

(۷)...... نکاح شرعی میں شوہر کو طلاق کا حق حاصل ہوتا ہےجب کہ متعہ میں طلاق نام کی کوئی چیز نہیں ہے حضرت ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں: جس عورت سے متعہ کیا جائے اس کو نہ طلاق دی جاسکتی ہے اور نہ ہی وہ میراث کی حق دار ہوگی۔ [2]

(۸)......نکاح صحیح میں مطلقہ عورت کی عدت تین ماہ یا تین حیض ہوا کرتی ہے جب کہ نکاح متعہ میں عورت کی عدت ۵۰ دن یا ایک حیض ہے ایک دوسری روایت میں دو حیض کا ذکر بھی آیا ہے۔

امام ابوجعفر علیہ السلام فرماتے ہیں متعہ کی عدت ۴۵ دن ہے۔ [3]

---

[1] الوسائل ۲۱/۷۷.
[2] الکافی ۵/۴۵۱.
[3] الکافی ۵/۴۵۸.

(۹)......نکاح شرعی کی بنیاد پر میاں بیوی ایک دوسرے کی میراث کے حق دار قرار پاتے ہیں جب کہ متعہ میں مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے وارث قرار نہیں پاتے۔

(۱۰)......نکاح شرعی میں اثناء عدت مطلقہ کے نان ونفقہ کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی ہے جب کہ متعہ والی عورت کا نان نفقہ اس کے شناسا پر نہیں ہے چنانچہ حضرت ابوعبداللہ عَلَیہِ السَّلام کا فرمان ہے متعہ کے نام پر حاصل کی گئی عورت کا مرد پر نہ نفقہ ہے اور نہ عدت ہے۔ [1]

(۱۱)......شرعی نکاح میں اس بات کا جواز نہیں ہے کہ ایک آدمی بیک وقت ۴ عورتوں سے زیادہ عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھے لیکن ایک شخص بیک وقت متعہ کے طوران گنت عورتوں کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔اس میں کسی عدد کی قید نہیں ہے۔

حضرت ابوعبداللہ عَلَیہِ السَّلام کا قول ہے ان میں سے ہزار عورتوں سے بھی شادی کرو تو کوئی فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ وہ تو کرایہ کی عورتیں ہیں ان کی حیثیت مستأجرات عورتوں کی ہے۔ [2]

(۱۲)......نکاح شرعی میں اس بات کا امکان ہے کہ طلاق بائنہ کے بعد عورت سے پہلا شوہر دوبارہ نکاح کرسکتا ہے یعنی اگر تم نے اپنی بیوی کو ۳ طلاقیں دے دیں اور اس کے بعد اتفاق سے کسی دوسرے شخص نے اس عورت سے شادی کر لی اور وہ دوسرا شخص بھی بالفرض اس عورت کو طلاق دے دیتا ہے تو پہلے شوہر کو حق حاصل ہے کہ اگر وہ اس سے شادی کرنا چاہے تو بخوشی کرسکتا ہے لیکن اگر طلاق کے بعد کسی شخص نے اس سے نکاح متعہ کیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صورت میں بھی پہلا شوہر اس عورت سے شادی کرسکتا ہے؟ نہیں اس صورت میں پہلا شوہر اس متعہ بہا عورت سے شادی نہیں کرسکتا۔

امام باقر عَلَیہِ السَّلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۳ طلاقیں دیدی ہوں اس کے بعد اسی عورت سے کسی شخص نے متعہ کرلیا ہو تو کیا اس صورت میں پہلے شوہر سے نکاح شرعی کا جواز ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا نہیں وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہے۔ [3]

---

[1] الوسائل ۷۹/۲۱. [2] الکافی ۴۵۲/۵. [3] الکافی ۴۲۵/۵.

(۱۳)......نکاح شرعی میں دخول صحیح کے بعد عورت پورے مہر کی مستحق قرار پا جاتی ہےجب کہ عقد متعہ میں عورت جتنے دن غائب رہے گی اتنے دنوں کی اجرت کاٹ لی جاتی ہے۔

(۱۴)......شادی شدہ عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے یعنی کوئی شخص کسی شادی شدہ عورت سے شادی نہیں کرسکتا ہے لیکن متعہ میں کسی قسم کی چھان بین کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آنکھ بند کر کے متعہ کر لے خواہ شادی شدہ ہو۔امام صاحب نے شادی شدہ عورت سے متعہ کرنے والے سے کہا تھا کہ تم نے اس کے بارے چھان بین کیوں کی؟

(۱۵)......نکاح شرعی کے بارے میں حکم ہے کہ زانیہ سے نکاح شرعی نہیں ہوسکتا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے﴿وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾لیکن متعہ میں یہ شرط نہیں ہے زانیہ عورت سے متعہ جائز ہے۔

(۱۶)......نکاح شرعی میں لعان کی گنجایش ہے یعنی جب شوہر کو اپنی بیوی پر فحش کاری کا شک ہو جائے تو اس کے لئے شرعاً لعان کی اجازت ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِن كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ۝﴾ (النور:٦، ٧)

''اور جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز ان کی ذات کے نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔''

مذکورہ آیت سے میاں بیوی کے درمیان لعان کی وضاحت ہوتی ہے کہ ایسی صورت میں شرعی نکاح میں مربوط میاں بیوی یہ طریقہ اختیار کریں گے مگر عقد متعہ میں طرفین کو لعان کا حق حاصل نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام کا فرمان ہے: کوئی شخص ایسی عورت سے لعان نہ کرے جس سے اس نے عقد متعہ کیا ہے۔ [1]

(۱۷)......نکاح شرعی میں کبھی کبھی ظہار کا معاملہ بھی درپیش ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَائِهِمْ مَا هُنَّ اُمَّهَاتِهِمْ اِنْ اُمَّهَاتُهُمْ ۝﴾ (المجادلہ:۲)

''تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی مائیں تو وہ ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔''

یہ آیت (ظہار) کے حکم کی وضاحت میں وارد ہوئی ہے جب کہ عقد متعہ میں ظہار منعقد نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: ظہار کا وجود وہاں ممکن ہے جہاں طلاق واقع ہوسکتی ہو اور اگر طلاق کا وجود ناممکن ہے تو ایسی صورت میں ظہار بھی ناممکن ہے۔

(۱۸)......نکاح شرعی کی وجہ سے شوہر پر بیوی کے نفقہ اور سکنیٰ کا حق بنتا ہے لیکن متعہ میں یہ شرط مفقود ہوتی ہے اور مرد پر رہن سہن کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ہے اور نکاح متعہ میں مرد ہرکس بنیاد پر سکنیٰ لازم کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ عقد متعہ تو صرف ایک مرتبہ جماع کی شرط پر بھی منعقد ہوجاتا ہے (اور صرف ایک مرتبہ اس عورت کے ساتھ شہوت رانی کرنے کے لئے کیونکر مرد کے ذمہ سکنیٰ کا حکم لگایا جاسکتا ہے)۔

(۱۹)......نکاح شرعی میں یہ بھی شرط ہے کہ علی الاعلان نکاح کیا جائے جب کہ متعہ میں اعلان عام کی ضرورت نہیں ہے۔

موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا گیا: کیا عورت بنفس نفیس کسی سرپرست کی موجودگی متعہ

---

[1] الوسائل ۲۲/ ۴۳۰.

کرسکتی ہے تو انہوں نے جواب دیا: اگر طرفین لائق اعتبار ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ [1]

ہم نے متعہ کے بارہ میں احکام شرعیہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور متعہ کے خدوخال کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں متعہ کے معانی ومفہوم کا بھی ذکر کردیا جائے۔

دراصل یہ مختلف روایات ہیں جو مختلف جگہوں سے لے کر جمع کی گئی ہیں جو دور حاضر میں متعہ کی جدید کیفیت کی وضاحت کرتی ہیں ان روایات کا ان ملکوں سے تعلق ہے جو متعہ کو جائز سمجھتے ہیں۔ میں یہ بھی وضاحت کردوں یہ روایات شہلا الحائری نامی ایک عورت کی متعہ نامی کتاب میں موجود ہیں میں نے اسی کتاب سے ان روایات کو حاصل کیا ہے۔

شہلا الحائری کا کہنا ہے کہ اس خاندان کا سربراہ جس کے یہاں میں نے اقامت کی تھی اپنے محلّہ کی بہت سی دوشیزاؤں سے متعہ کرواتا تھا جو ابھی کم سن ہوتی تھیں اور عقد متعہ کی مدت ایک گھنٹہ اور کبھی اس سے بھی کم ہوتی تھی اور مہر صرف حلوہ یا چاکلیٹ کا ایک پیس ہوا کرتا تھا، اور عقد متعہ کی کاروائی کھیل کود کے ماحول میں ہوتی تھی اس کے باوجود کہ عقد متعہ کی مدت بڑی جلدی ختم ہوجاتی تھی دوشیزاؤں کی ماؤں سے ہمیشہ ہمیش کے لئے رشتہ قرابت قائم ہوجاتا تھا جیسے کہ عورت اور اس کے داماد کے درمیان ہوتا ہے۔ (ص ۱۳٦)

شہلا کا کہنا ہے: مجھ سے بعض دیندار لوگوں نے کہا کہ یہ عین ممکن ہے کہ اجتماعی طور پر بیک وقت بہت سی عورتوں اور مردوں کا عقد متعہ ایک گھنٹے کے اندر اندر کیا جاسکتا ہے! انہوں نے بطور مثال یہ کہا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ غیر جنسی طور پر عقد متعہ کرنا چاہے تو وہ اس کی صحبت میں جس طرح چاہے وقت گزارے مگر شرط یہ ہے کہ اس سے ہم بستری نہیں کرے گا! اسی طرح دوسری تیسری اور چوتھی عورت کے ساتھ سلوک روا رکھے گا کیونکہ اس قسم کے عقد میں عدت شرط نہیں ہے۔ (ص ۱٤۷)

---

[1] الوسائل ۲۱/٦۵.

شہلا کا کہنا ہے کہ ذرامھواش نامی عورت کو اپنے ذہن میں رکھو یہ عورت متعہ کرواتی ہے یعنی ولال ہے اس کو شریعت اسلامیہ کے علوم میں بھی دسترس حاصل ہے اور وہ اسلامی معلومات سے گہری واقفیت رکھنے والی عورت ہے اور لڑکیوں کو قرآن پاک پڑھا کر لوگوں سے تنخواہ وصول کرتی ہے اور جب اسے موقع ملتا ہے تو خود بھی متعہ کر کے ٹائم پاس کیا کرتی ہے وہ ایک گھنٹے یا دو گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ایک رات کے لئے عقد متعہ کرتی ہے، اسی مھواش نامی عورت کا کہنا ہے کہ میں ہمیشہ متعہ کرنا چاہتی ہوں اگر ممکن ہو تو ہر رات متعہ کر کے محظوظ ہونا پسند کرتی ہوں۔(ص ۱۶۱)

جہاں تک شیعوں کے دیندار لوگوں اور عقد متعہ کا معاملہ ہے تو اس سلسلہ میں ملا ہاشم کا کہنا ہے کہ وہ ۲۵ سال کی مدت میں اس بات کے عادی بن چکے تھے کہ وہ ہر دو ہفتہ میں ایک عقد متعہ ضرور کر لیا کریں۔ (ص ۱۲۰)

شہلا الحائری کا کہنا ہے کہ جب میں نے ان لوگوں سے تعارف کرنے کی کوشش کی جنہوں نے متعہ کرنے کرانے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے تو میں ایک دیندار شخص سے جاٹکرائی کیونکہ شیعوں کے نزدیک بھی یہی تصور گردش کر رہا ہے حتیٰ کہ دیندار لوگوں میں بھی یہی اعتقاد ہے کہ علماء شیعہ نکاح متعہ کے زیادہ رسیا ہوا کرتے ہیں اور وہی لوگ زیادہ سے زیادہ متعہ پر عمل درآمد کرنے کے درپے رہتے ہیں اور خوب سے خوب عقد متعہ کرتے ہیں۔(ص ۳۷)

شہلا الحائری کا کہنا ہے کہ متعہ شیعہ معاشرے خصوصاً ان کے دیندار لوگوں میں زور و شور سے رواج پذیر ہے تا کہ اخلاقی بگاڑ کا تدارک کیا جا سکے یہی وجہ ہے کہ شیعہ کا دیندار طبقہ اپنے عوام سے زیادہ بے دھڑک عمل پیرا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے دینی قوانین سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔(ص ۲۳۲)

شہلا الحائری فرماتی ہیں امام آیت اللہ کی شاگردی میں ۵۰۰ طالبات تھیں ان میں سے بعض تو دوران طالب علمی متعہ سے لطف اندوز ہو چکیں تھیں قریباً (۲۰۰) دو سو سے زائد لڑکیوں

نے کسی استاد سے یا طلباء میں سے اپنے کسی کلاس فیلو سے متعہ رچا رکھا تھا۔(ص ۲۳٤)

شہلا الحائری کا یہ بھی انکشاف ہے کہ ایک مُلّا نے انہیں یہ بات بتلائی کہ اکثر و بیشتر خاندان ہفتہ وار یا ماہانہ ہر ہفتے یا ہر ماہ ایک دینی نشست کا انعقاد کرتے اور اجتماعی نماز ادا کرنے کا پروگرام بناتے ہیں جس میں کم از کم ایک یا دو دیندار شخصیات کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔

دیندار لوگ اس نشست میں خاندان کی تمام عورتوں سے بہت جلد متعارف ہو جایا کرتے ہیں یہاں تک وہ چھوٹی چھوٹی بچیوں سے بھی شناسائی کرتے ہیں اس کے بعد ان لڑکیوں سے خاص طور پر راہ و رسم پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔(ص ۲٦٦)

ایک ملا کا کہنا ہے کہ متعہ کا رواج ایسا عام ہو گیا ہے کہ اندرون ملک مدارس دینیہ میں یہ رواج پاتا چلا جا رہا ہے یہی وجہ ہے شیعوں میں سے ایک شخص نے اس کا اعداد و شمار کیا تو مختلف عمر کی ٦٧ دوشیزاؤں نے مدرسہ میں داخلہ لیا بعد ازاں یہ انکشاف ہوا اس مدرسہ کے سربراہ کے ان میں سے بعض لڑکیوں سے غیر شرعی تعلقات بھی قائم ہیں بلکہ ملا نے یہ توضیح بھی کی کہ عدالت نے صاحب مدرسہ کے بارے میں یہ فیصلہ سنایا کہ وہ ان گیارہ دوشیزاؤں سے متعہ کرے جن سے وہ غیر شرعی تعلقات رکھتا تھا اللہ کو حاضر و ناظر جان کر ہمیں یہ بتلائیں کہ کیا اس کا یہی حل ہے؟(ص ۲٦٨)

شیعہ کی ایک مذہبی شخصیت کا فرمان ہے کہ جہاں کہیں دیندار شخصیات کا وجود ہوگا۔ وہاں جنسی نشاط کا وجود ضروری ہے گویا وہاں بکثرت ایسے واقعات پائے جائیں گے جو غیر شرعی تعلقات کے قبیل سے ہوتے ہیں۔(ص ۲٦٩)

اس بارے میں ملا ہاشم کا بیان ملاحظہ فرمائیں ان کا کہنا ہے: ایک مرتبہ کسی عورت نے ان سے درخواست کی کہ وہ اس کے گھر تشریف لائیں اور دوگانہ ادا کریں اب معلوم نہیں اس دوگانہ کی کیا کیفیت ہے اور شیعوں کے نزدیک یہ کیسے ادا کی جاتی ہے اس کا علم ہمیں نہیں بہر حال نماز ادا کرنے کے بعد اس عورت نے ملا ہاشم سے درخواست کی کہ ایک طویل مدت تک

وہ اس کے پاس قیام کریں ملا ہاشم نے اس عورت سے کہا کہ انہیں اس جگہ سے جلدی جانا ضروری ہے اس وقت اس نے شیعوں کے نزدیک مشہورومعروف عبارت کا استعمال کرتے ہوئے کہا اور یہ بھی جتلا دیا کہ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان بطور راز پوشیدہ رہنی چاہئے۔

یہ ایسی عبارت ہے کہ اگر عورت یہ عبارت مرد کے گوش گذار کرے اور یہ کہے کہ یہ ہم لوگوں کے درمیان راز ہے تو اس سے مراد کیا ہے؟ آپ کو پتہ ہے اس سے مراد متعہ ہے۔

ملا ہاشم نے اس عورت کو جواب دیا: وہ اس کے ساتھ پوری رات نہیں گزار سکتے مگر دو گھنٹے گذارنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔[ص ٢٢٦]

شریعت محمدیہ میں ان خرافات کی گنجائش نہیں:

اور شہلا الحائری مزید انکشاف کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک ملا سے کسی مزار میں کوئی عورت ٹکرا گئی اس نے ملا سے اپنے لئے استخارہ قرآنیہ کی درخواست کی آخر کار عورت نے ملا سے نکاح متعہ کی پیش کش کر ڈالی کیونکہ استخارہ سے اس بات کا اشارہ ملا کہ اس کا فال اس وقت باعث برکت ہوگا جب وہ متعہ کرے گی لہٰذا موقع غنیمت جانتے ہوئے اس نے اس دینی شخصیت سے متعہ کی درخواست کی۔

اس عورت کا کہنا ہے کہ اس ملا نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے ساتھ صرف ایک گھنٹے کے لئے متعہ کر لیا اور ٢٠ تومانہ بحیثیت مہر متعین کئے گئے دوسرے دن ایک دوسری عورت اس کے پاس آئی اور اس نے بھی اپنی بیٹی کو ایک رات کے لئے ٥٠ تومانہ کے بدلہ نکاح متعہ کی خاطر اس کی خدمت میں پیش کیا۔

شہلا الحائری کا کہنا ہے: ایک ملا کا کہنا ہے کہ میں اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کے ساتھ کھڑا تھا میرا دوست سید تھا اس کے قریب ایک عورت آئی اتفاق سے ہوا کا جھونکا آیا اور اس کا نقاب کھل گیا جس سے اس کے چہرے کا نظارہ ہوگیا وہ بڑی ہی حسین وجمیل تھی۔ وہ مسکرا کر کہنے لگا کہ ہم ملا لوگ مناسب کوالٹی کی عورتوں کی پہچان رکھتے ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ اس ملا کو بھنک لگ گئی کہ اس کے دوست کے منہ میں بھی اس عورت کے لئے پانی آرہا ہے تو اس نے جلد بازی میں اس عورت سے سوال کیا کہ: کہیں تمہارے ساتھ تمہارا شوہر تو نہیں! اس عورت نے جواب دیا نہیں اس ملا کا کہنا ہے کہ میرے سید دوست نے بھی اس کے سامنے یہ تجویز رکھی تو اس نے اثبات میں جواب دیا اس وقت سے میرا دوست جب بھی مجھے دیکھتا ہے تو اس احسان پر میرا شکریہ ادا کرتا ہے۔(ص ۲٤۰)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ: یہ انفرادی یا ذاتی تصرفات ہیں۔

ہم اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ یہ وہ تصرفات ہیں جو خود شیعہ کی روایات سے ثابت شدہ ہیں ہم نے ان کی معتمد کتابوں سے چن چن کر اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حیران کن بات یہ اس قسم کے خرافاتی کام شیعہ کے مذہبی لوگ کرتے ہیں۔

آپ دیکھیں گے شیعوں ملا حضرات متعہ کے جواز میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں اور شیعہ حضرات اپنے مختلف شعائر میں سے اس شعیرہ کو انجام دینے کے لئے ہر وقت حریص نظر آتے ہیں۔

اور انہیں اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ وہ جس اعتقاد پر قائم ہیں وہ سراسر گمراہی اور کجروی ہے اس کے باوجود اس پر مصر ہیں کیونکہ ان کو ایسا عقیدہ اختیار کرنے میں عوام کی بہو بیٹیوں کی عزت و آبرو سے کھلواڑ کی کھلم کھلا آزادی مل جاتی ہے لہذا وہ اس اعتقاد کا زور وشور سے دفاع کرتے ہیں۔(العیاذ باللہ)

❋......❋......❋

متعہ کے مفاسد!

آخری گزارش کے طور پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ متعہ کی بے شمار خرابیاں اور بہت سے مفاسد ہیں ذیل میں ان میں سے بعض کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

نمبر(۱)...... متعہ کے مفاسد میں ایک یہ ہے کہ انسان متعہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ جماع کرنے کا مرتکب ہوجاتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی ایسے ملک میں گیا ہے جہاں متعہ جائز سمجھا جاتا ہے وہاں اس نے کسی عورت سے متعہ کیا اور اس سے شہوت پوری کی اور واپس اپنے ملک چلا آیا اس نے عورت سے ایک بار یا دوبار یا ایک گھنٹے یا دو گھنٹے یا ایک رات یا دو رات یا ایک ماہ یا دو ماہ کی شرط پر نکاح کیا ہے لیکن اس شخص کو بالکل علم نہیں ہے کہ وہ اس جماع سے حاملہ ہوئی یا نہیں ہوئی ایک عرصہ بعد وہی شخص دوبارہ متعہ کی نیت سے واپس اسی ملک جاتا ہے اور اس عورت کی بیٹی سے متعہ کرتا ہے یا اس شخص کا بیٹا آتا ہے اور اپنی بہن سے جماع کرتا ہے علی ہذا القیاس دیگر محرمات کی مثال بھی دی جاسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

یہ اس صورت میں ہے جب یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ لڑکی اس کی بہن یا اس شخص کی بیٹی ہے ورنہ حقیقت ہے کہ وہ حرامی لڑکی ہے جس کو بنت زنا کہا جائے گا لیکن خود شیعہ مذہب کے مطابق متعہ سے پیدا ہونے والی لڑکی شرعاً اس شخص کی بیٹی تصور کی جائے گی جس کے نطفے سے وہ پیدا ہوئی ہے لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ حرامی یعنی بنت زنا شمار کی جائے گی لہٰذا اس کو شرعاً صلبی اولاد میں نہیں گردانا جائے گا۔

نمبر(۲)......متعہ کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے میراث کی مساویانہ تقسیم ختم ہوکر رہ جاتی ہے متعہ کرنے والے کو یہ تک علم نہیں ہوتا کہ اس کی کتنی اولاد ہے گویا اس

ملک میں اس کے بیٹا ہے تو دوسرے ملک میں اس کی ایک بیٹی ہے اور کسی تیسرے ملک میں اس کی جڑواں اولاد موجود ہے۔

نمبر (۳)...... متعہ کے اعتقاد سے عورت کی عزت پامال ہوتی ہے جو بازار جنس میں اسے نیلام کرنے کا ذریعہ ہے حالانکہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے عزت وکرامت سے نوازا ہے۔

نمبر (۴)...... متعہ میں حسب ونسب کا کھلم کھلا ضیاع ہے۔

نمبر (۵)......متعہ سے شرعی نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

یعنی اس کی وجہ سے جوانان اسلام یہ کہنے کے مجاز قرار پا جائیں گے کہ وہ شرعی نکاح کیوں کریں؟ جب ایک مٹھی جو میں یا ربع دینار میں متعہ منعقد ہوسکتا ہے تو شادی بیاہ کے بے پناہ اخراجات سے یہی بہتر ہے اور اگر کسی میں تقویٰ اور پرہیز گاری کی رمق نہیں پائی جاتی تو اس کو متعہ سے کون روک سکتا ہے۔

نمبر (٦)......متعہ کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کو جائز قرار دینے سے زنا کا دروازہ کھل جاتا ہے اور زانی مرد وعورت متعہ کے نام پر شہوت رانی کرتے ہیں۔

نمبر (٦)......نکاح شرعی کا ایک اہم ترین مقصد نسل انسانی کی بقا ہے لیکن متعہ سے انسانی نسل کشی لازم آتی ہے۔

یہ چند ایسے امور ہیں جو متعہ کے مفاسد میں کلیدی حیثیت کے حامل ہیں میں نے چاہا کہ اس موقعہ پر متعہ کے اضرار ومفاسد پر مختصراً روشنی ڈال دی جائے اور متعہ کا حکم بھی بیان کر دیا جائے جس کے جواز کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ متعہ دین محمد ﷺ کی عین غرض وغایت ہے میرا خیال ہے کہ یہ شیعہ کا گمان باطل ہے یا وہ دین محمد پر جھوٹ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! دین محمد ﷺ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے محمد ﷺ کی ذات اس قسم کے اعتقاد فاسد سے مبرا اور اللہ کا دین اس قبیل کی خرافات سے منزہ ہے۔

متعہ حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے باخبر کر دیا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَo اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَo فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَo﴾ (المعارج ٢٩ تا ٣١)

''اور مومن اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔ لہٰذا جو اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈھے گا تو وہ حد سے گذر جانے والے ہوں گے۔''

والله أعلىٰ وأعلم وصلىٰ الله وسلم وبارك علىٰ نبينا محمد وعلىٰ آله وصحبه وسلم۔

✻......✻......✻

نکاح اور متعہ میں بنیادی فرق

بعض حضرات کا خیال ہے کہ نکاح اور متعہ میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ متعہ بھی ایک قسم کا نکاح ہی ہے جو وقتی اور عارضی ہوتا ہے جب کہ بعض دیگر افراد کا کہنا ہے کہ متعہ صرف شوہر دیدہ عورت سے جائز ہے اور کنواری لڑکی سے حرام ہے۔

لیکن خود شیعہ کی اپنی مستند روایات اس بارے میں ان کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں اور نہ ان کے علماء کرام کے اقوال ہی ان کے اس دعویٰ کے ثبوت میں موجود ہیں کیونکہ ان کے علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ کنواری لڑکی سے عقد متعہ جائز ہے یہی نہیں ! بلکہ ان کے نزدیک تو رضیعہ سے بھی متعہ کا جواز ہے، ان میں سے بعض نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ متعہ کا اصل تعلق تو ہے ہی کنواری لڑکی سے۔ [1]

﴿وَّ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ شیعہ کا جواز متعہ میں اس سے استدلال کرنا کئی اعتبار سے غلط ہے [النساء ٢٤] ۔

آیت مذکورہ میں موجود کلمہ (محصنین) سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اس آیت میں محصنین سے مراد نکاح شرعی ہے نہ کہ عقد متعہ (کیونکہ عقد متعہ سے پاک دامنی اور عزت وآبرو اور ذریت ونسل کی حفاظت نہیں ہوتی) اسی لئے عقد نکاح شرعی کو عفت و پاک دامنی کا ذریعہ کہا گیا ہے (اور عفت و پاک دامنی) عقد شرعی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے عقد متعہ سے

---

[1] وسائل الشیعه للعاملی ٢١/٣٣.

نہیں جیسا کہ (اسحاق بن عمارؒ سے وارد ہے کہ: انہوں نے ابوابراہیم علیہ السلام (الکاظم) سے اس شخص کے بارے میں دریافت فرمایا (جو زنا کاری کرے) اوراس کے پاس باندی بھی موجود ہو جس سے وہ ازدواجی تعلقات رکھتا ہو (تو کیا اس باندی سے ازدواجی تعلقات کی بناپراس شخص کو محصن سمجھا جائے گا) تو (انہوں نے جواب دیا [ہاں] اس کو محصن سمجھا جائے گا (مراد یہ ہے کہ: اس پر محصن والی حد جاری کی جائے گی) اوراگراس شخص کے پاس عقد متعہ کے بندھن میں بندھی ہوئی ایک عورت موجود ہے (اوروہ زنا کا ارتکاب کرے) تو کیا اس شخص کو محصن سمجھا جائے گا (تو آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں فرمایا) [نہیں] (کیونکہ بطور باندی اس کی ملک یمین میں دائمی طور پرایک عورت موجود ہے) اورنکاح متعہ والی عورت کی ملکیت دائمی نہیں ہے۔ ❶

مذکورۂ بالا آیت سے مراد (متعہ نہیں ہے) بلکہ اس سے مرادنکاح شرعی ہے نہ کہ عقد متعہ محرمہ ہے (جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) [والحمدللہ]۔

اس بات میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے آج کل متعہ کے نام پر جو کچھ ہورہا ہے وہ محض مسلمان عورتوں کی عزت وآبرو سے کھلواڑ ہے اس کے علاوہ اس کی اورکوئی حقیقت نہیں ہے) اوریہ بات آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ابتدائمیں متعہ کو صرف دوران سفرکو کافرعورتوں کے ساتھ جائزقرار دیا گیا تھا لیکن بعدازاں اس کو حرام قرار دیدیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح متعہ کو اور پالتو خچر کے گوشت کو (خیبر) کے دن حرام قرار دیا۔ ❷

اس حدیث کو امام بخاری اورامام مسلم دونوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کیا ہے۔

---

❶ ملاحظہ ہو: وسائل الشیعہ/ج ۲۸۔ ص ۶۸)

❷ الاستبصار للطوسی/۲۔ ص ۱۴۲۔ اورکتاب الوسائل [العاملی الشیعی] ج ۲۱/ص ۱۲.

امام جعفر بن محمد علیہ السلام جن کو امام صادق کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے سے عقد متعہ کے بارے میں پوچھا گیا انہوں جواب دیا: ہمارے یہاں یہ فاحشہ عورتوں کا مشغلہ ہے)۔ [1]

تاریخ اسلام میں کبھی یہ نوبت پیش نہ آئی کہ مسلمان مردوں نے مسلمان عورتوں سے متعہ کیا ہو۔ یہ عصر حاضر کا سیاہ باب ہے کہ مسلمان عورت سے بھی متعہ کیا جا رہا ہے اور اس کو شریعت کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمدلله رب العالمين۔

…………*

[1] بحارالأنوار [المجلسی۔ الشیعی۔ ج ۱۰۰/ص ۳۱۸)